الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم و علی الک و اصحابک یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔ (التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

امّتِ محمّدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- ☆…امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات
- ☆…چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت
- ☆…شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان
- ☆…جوئے کے دنیوی نقصانات
- ☆…حَیض کی حکمت
- ☆…بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم
- ☆…انفال کا معنی
- ☆…حضورِ ﷺ کو روح کا علم حاصل ہے
- ☆…ذوالقرنین کے تین سفر
- ☆…سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
- ☆…اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل
- ☆…شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث
- ☆…نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف

مولانا محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

ناشر: مکتبۃ السنۃ آگرہ

کتاب	:	امّتِ محمّدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات
مصنف	:	مولانا محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
صفحات	:	113
ناشر	:	مکتبۃ السنہ (آگرہ یوپی الہند)
پتہ:	:	(نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی

الہند Pin code: 282001

اس کتاب کو چھپوانے کے خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں

calling & whats app no:

+918808693818

فہرست

شرفِ انتساب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ۱۰۰ سالہ عرسِ مبارک کے سلسلے میں اپنی
اس حقیر سی کوشش کو امام اہلسنت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

اور اپنے پیارے مرشدِ کریم امیر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ)

کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئ چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ

خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفیق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول)

2☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم)

3☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)

4☆...میری سنت میری امت

5☆...کیا حال ہے؟

6☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اول موضوع عقائد کی حکمتیں

7☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ دوم موضوع پانچ نمازوں کی حکمتیں

8☆...قرآنی سورتوں کے مضامین

9☆...سب سے پہلے سب سے افضل

10☆...موت کے وقت

11☆...امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

12☆...علوم رضا کی جھلکیاں

13☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی

مصنف کی درسی کتب

1☆... شفیق المصباح شرح مراح الارواح

2☆... شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ

3☆... شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول)

4☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم)

5☆... اَلشَّفِیْق شرح تیسیر مصطلح الحدیث

6☆...شارق الفلاح شرح نور الایضاح

7☆...القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

8☆...عرفان الاثار شرح معانی الاثار

9☆...صرف کے دلچسپ سوالات

10☆... تسلیم التوقیت

الحمد للہ اللطیف والصلوۃ والسلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

وعلی الك واصحابك یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

شبِ جمُعہ کا دُرُود

بزرگوں نے فرمایاہے کہ جو شَخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اِس دُرُود شریف (اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ) کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا **موت کے وقت** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کرے گا اور قَبْر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔(اَفْضَلُ الصَّلَوات عَلٰی سَیِّدِ السّادات، ص ۱۵۱ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

امتِ محمدیہ کے افضل واکرم ہونے کی وجوہات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تبارک و تعالی نے اپنی مخلوق میں سب سے افضل و اکرم ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو بنایا اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے صدقے و طفیل تمام امتوں میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی امت کو افضل و اکرم بنایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی امت دو طرح کی ہے: (۱) امتِ اجابت: جو رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائی۔(۲)امتِ دعوت: جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مبعوث ہوئے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان نہ لائی۔امتِ محمدیہ کے امتِ اجابت کے افضل واکرم ہونے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

پہلی وجہ:اَمْرٌبِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کرنے کی وجہ سے فضیلت:

چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ مجید وفرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

(پ۔۴۔ال عمران۔۱۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان :۔ تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللّٰہ پر ایمان رکھتے ہو۔

شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُم سے کہا کہ ''ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

(خازن جلد ا ص ۲۸۷)

اور اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا'' مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ

!صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا''رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاکیزہ کرنے والی بنادیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنادیا گیا۔ (مسند امام احمد جلد۔۱ص۲۱۰حدیث۔۷۶۳)

سوال: اس آیت میں ہمارے آقا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی امت کو تمام امتوں سے افضل فرمایا گیا اور بعض آیات میں بنی اسرائیل کو بھی عالَمین یعنی تمام جہانوں سے افضل فرمایا گیا ہے تو اس میں کیا تطبیق ہو گی؟ جیسے کہ پارہ۔۱۔سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۴۷ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝۴۷

ترجمۂ کنز الایمان:۔ اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔ (پ۔۱۔البقرۃ۔۴۷)

جواب: اس مسئلے میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان کا افضل ہونا ان کے زمانے کے وقت ہی تھا جبکہ حضور سیدُ المرسلین صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے۔ (صراط الجنان جلد دوم ص ۳۲)

دوسری وجہ: لوگوں پر گواہ ہونے کی وجہ سے فضیلت:

جیسے کہ ربِّ رحیم عزوجل قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

ترجمۂ کنز الایمان:۔ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم

(پ۲البقرۃ۱۴۳) لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

یعنی اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی اور خانہ کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے آگے یعنی افضل ہے۔ افضل کیلئے یہاں ''وسط ''کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور عربی میں ''بہترین''کیلئے بھی ''وسط '' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مسلمان دنیا و آخرت میں گواہ ہیں، دنیا میں تو اس طرح کہ مسلمان کی گواہی مومن و کافر سب کے بارے میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف معتبر نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے مُردوں کے حق میں بھی اس امت کی گواہی معتبر ہے اور رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی برائی بیان کی۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت کیا: یارسول اللہ !صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیا چیز واجب ہو گئی

؟ارشاد فرمایا: پہلے جنازے کی تم نے تعریف کی، اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور دوسرے کی تم نے برائی بیان کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، ۱/ ۴۶۰، الحدیث: ۱۳۶۷)

اور آخرت میں اس امت کی گواہی یہ ہے کہ جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کہ کوئی نہیں آیا۔ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دریافت فرمایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں، ہم نے انہیں تبلیغ کی ہے۔ اس بات پر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کافروں پر حجت قائم کرنے کیلئے دلیل طلب کی جائے گی، وہ عرض کریں گے کہ امتِ محمدِیَّہ ہماری گواہ ہے۔ چنانچہ یہ امت پیغمبروں کے حق میں گواہی دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی۔ اس پر گزشتہ امت کے کفار کہیں گے، امت محمدیہ کو کیا معلوم؟ یہ تو ہم سے بعد میں آئے تھے۔ چنانچہ امت محمدیہ سے دریافت فرمایا جائے گا کہ ”تم کیسے جانتے ہو؟ وہ عرض کریں گے، یارب! عَزَّوَجَلَّ، تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بھیجا، قرآن پاک نازل فرمایا، ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کامل طریقے سے فرضِ تبلیغ ادا کیا، پھر سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے آپ کی امت کے متعلق دریافت فرمایا جائے گا تو حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ (بغوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ۱/ ۳۸)

تیسری وجہ: کثرتِ سوال سے اجتناب کی وجہ سے فضیلت:

اس امت سے قبل جتنی امتیں گزری ہیں وہ اپنے نبی علیہ السلام سے سوالات کیا کرتی تھیں اور کثرتِ سوال کے سبب وہ سختیوں میں پڑ کر رہ جاتی تھیں، لیکن امتِ محبوب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے کثرتِ سوال سے اجتناب کر کے سب سے افضل واکرم ہو گئی، تفسیر کبیر میں ہے، حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔ (التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اس امت کو کثرتِ سوال کے انجام سے آگاہ فرمایا جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: "اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو۔" ایک شخص نے عرض کی، کیا ہر سال یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سکوت فرمایا۔ انھوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا: جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرتِ سوال اور پھر انبیا کی مخالفت سے ہلاک ہوئے، لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اُسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اُسے چھوڑ دو۔ ("صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، الحدیث: ۱۳۳۷، ص ۶۹۸)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ احکام حضور کو مُفوَّض ہیں، جو فرض فرما دیں وہ فرض ہو جائے نہ فرمائیں نہ ہو۔

فُضُول سُوالات کی مُمانَعَت

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن لوگوں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بکثرت سوالات کئے حتّٰی کہ چہرۂ اَقدس پر ناگواری کے آثار دیکھے گئے۔ چنانچہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: "سَلُوْنِیْ وَلَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُکُمْ بِہٖ یعنی مجھ سے سوالات کرو! تم جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔" ایک شخص نے کھڑے ہو کر دریافت کیا: "یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا باپ کون ہے؟" فرمایا: "تمہارا باپ حُذافہ ہے۔" پھر دو نوجوان بھائی اٹھے اور عرض کی: "یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارا باپ کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "تمہارا باپ وہی ہے جس کی طرف تم منسوب ہو۔" پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: "یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟" ارشاد فرمایا: "نہیں! بلکہ تم دوزخ میں جاؤ گے۔" جب لوگوں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جلالت کو ملاحظہ کیا تو خاموش ہو گئے، پھر حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: "ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔" ارشاد فرمایا: "اے عمر! بیٹھ جاؤ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! تمہیں توفیق دی گئی ہے۔"

(مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وترک اکثار... الخ، ص۱۲۸۵، حدیث:۲۳۶۰ باختصار)

حدیثِ پاک میں ہے کہ حضور نبیّ پاک صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے قیل و قال (یعنی بحث و مباحثہ کرنے)، مال ضائع کرنے اور زیادہ سوالات کرنے سے منع فرمایا۔

(بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب مایکرہ من کثرۃ السؤال...الخ، ۴/۵۰۳، حدیث:۷۲۹۲)

نیز اللہ تبارک و تعالی نے بھی کثرتِ سوال پر تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ پارہ۔۷۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر۔۱۰۱۔ میں فرمانِ باری تعالی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللّٰہ انہیں معاف فرماچکا ہے اور اللّٰہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

(پ۷ المائدۃ ۱۰۱)

آیت کا شانِ نُزول

بعض لوگ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے یہ خاطرِ مبارک پر گراں ہوتا تھا، ایک روز فرمایا کہ جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا، ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے ؟ فرمایا جہنّم، دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے ؟ آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتادیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجود یکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔

(تفسیرِ خزائن العرفان و احمدی مذکورہ آیت کی تفسیر)

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس امر کی شرع میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح ہے ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا، حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف تو کُلفت میں نہ پڑو۔ (تفسیرِ خزائن العرفان و خازن مذکورہ آیت کی تفسیر)

امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات

امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ کبیر میں لکھتے ہیں کہ امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات میں سے آٹھ سوالات سورۃ البقرۃ میں ہیں اور نواں سوال سورۃ المائدۃ میں، دسواں سوال سورۃ الانفال میں، گیارہواں سوال سورۃ بنی اسرائیل میں، بارہواں سوال سورۃ الکہف میں، تیرہواں سوال سورۃ طٰہٰ میں، اور چودہواں سوال سورۃ النازعات میں۔

نیز تلاش کر کے ایسے تین سوال کا اس میں اضافہ کیا گیا ہے یوں یہ ۱۷ سوالات ہو گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۱۸۶
2	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۱۸۹
3	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۲۱۵
4	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۲۱۷
5	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۲۱۹
6	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۲۱۹
7	پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔۲۲۰

8 پارہ۔۲۔سورۃ البقرۃ۔آیت۔ ۲۲۲

9 پارہ۔٦۔سورۃ المائدۃ۔آیت۔ ۴

10 پارہ۔۹۔سورۃ الانفال۔آیت۔۱

11 پارہ۔۱۵۔سورۃ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۸۵

12 پارہ۔۱٦۔سورۃ الکہف۔آیت۔ ۸۳۔۸۴

13 پارہ۔۱٦۔سورۃ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۵۔۱۰۹

14 پارہ۔۳۰۔سورۃ النزعٰت۔آیت۔۴۲

(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

15 پارہ٦ سورۃ النساء۔آیت۔۱۵۳

16 پارہ۔٦۔سورۃ النساء۔آیت۔۱۲۷

17 پارہ۔٦۔سورۃ النساء۔آیت۔۱۷٦

امتِ محمدیہ کا پہلا سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ(۱۸۶) (پ۲۔البقرۃ۔۱۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان:۔ اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں ۔

آیت کا شانِ نزول

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کی ایک جماعت نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ کہاں ہے؟ اس پر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۶، ۱/۱۲۳)

کیونکہ جو چیز کسی سے مکان کے اعتبار سے قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور دوری پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے۔ قربِ الٰہی کی منازل تک رسائی بندے کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ فارسی کا شعر ہے:

دوست نزدیک تراز من بمن ست
ویں عجب ترکہ من ازوے دورم

ترجمہ: میرا دوست مجھ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔

اس آیت میں طالبانِ حق کی طلبِ مولیٰ کا بیان ہے۔ جنہوں نے عشق الٰہی میں اپنی خواہشات کو قربان کر دیا،وہ اُسی کے طلبگار ہیں۔ان حضرات کو قرب ووصالِ الٰہی کی خوشخبری دی جارہی ہے۔

دعا کا معنیٰ

دعا کا معنیٰ ہے اپنی حاجت پیش کرنا اور اِجابت یعنی قبولیت کا معنیٰ یہ ہے کہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کی دعا پر ''لَبَّيْكَ عَبْدِىْ ''فرماتا ہے البتہ جو مانگا جائے اسی کا حاصل ہو جانا دوسری چیز ہے۔اللہ تعالیٰ کے کرم سے کبھی مانگی ہوئی چیز فوراً مل جاتی ہے اور کبھی کسی حکمت کی وجہ سے تاخیر سے ملتی ہے۔ کبھی بندے کی حاجت دنیا میں پوری کر دی جاتی ہے اور کبھی آخرت میں ثواب ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اور کبھی بندے کا نفع کسی دوسری چیز میں ہوتا ہے تو مانگی ہوئی چیز کی بجائے وہ دوسری عطا ہو جاتی ہے۔ کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص وغیرہ قبولیت کی شرائط نہیں ہوتیں اس لئے منہ مانگی مراد نہیں ملتی۔اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے تاکہ ان کی دعا کے صدقے گناہگاروں کی بگڑی بھی سنور جائے۔دعا کے بارے میں تفصیل جاننے کیلئے ''فیضانِ دعا ''کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

دعا کے آداب

آدابِ دعا جس قدر ہیں، سب اسبابِ اِجابت ہیں کہ ان کا اجتماع إِنْ شَاءَ اللهُ العَزِيْز مُورثِ اِجابت ہوتا ہے،بلکہ ان میں بعض بمنزِلہ شرط ہیں جیسے: حضورِ قلب وصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دیگر مُحْسَنَات ومُسْتَحْسَنَات۔(فضائلِ دعا ص ۵۷)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدابِ دعا کہ آیات واحادیثِ صحیحہ معتبرہ وارِشاداتِ علمائے کرام سے ثابت، جن کی رعایت اِن شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعثِ اجابت (قبولیت کا سبب) ہو۔

أحسن الوعاء لآداب الدعاء و ذیل المدعاء لأحسن الوعاء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں دعا کے آداب ساٹھ ۶۰ ہیں۔ اِکاون ۵۱ حضرت مُصَنِّف عَلاّم حضرتِ نقی علی خان قُدِّسَ سِرُّہ، نے ذکر فرمائے اور نو ۹ فقیر غَفَرَ اللہُ تَعَالی لَہ ' نے بڑھائے۔)(فضائلِ دعاص ۵۹)

نوٹ: لیکن ہم یہاں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس حروف کی نسبت سے انیس آدابِ دعا نقل کرتے ہیں بقیہ وہیں سے ملاحظہ کر لئے جائیں۔

ادب ۱: دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر (دوسروں کے خیالات) سے پاک کرے۔

ادب ۲، ۳، ۴: بدن ولباس و مکان، پاک ونظیف وطاہر ہوں۔

ادب ۵: دعا سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے کہ خدائے کریم کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو۔

ادب ۶: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا اُن سے معاف کرالے۔

ادب ۷: کھانے پینے لباس وکسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار و حرام کار (حرام کھانے والے اور حرام کام کرنے والے) کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

ادب ۸: دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔

ادب۹: وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوصِ قلب سے پڑھے کہ جالبِ رحمت ہے اور رحمت، موجبِ نعمت۔

ادب ۱۰، ۱۱، ۱۲: دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، مؤدَّب (با ادب) دو زانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔

ادب ۱۴، ۱۳: اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے۔

ادب ۱۵: نگاہ نیچی رکھے، ورنہ مَعاذ اللہ زوالِ بصر کا خوف ہے (یعنی نظر کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے)۔

ادب ۱۶: دعا کے لیے اول و آخر حمدِ اِلٰہی بجا لائے کہ اللہ تعالٰی سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں، تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔

ادب ۱۷: اول و آخر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر دُرود بھیجئے کہ درود اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اول و آخر کو قبول فرمائے اور وسط (درمیان) کو رد کر دے۔

ادب ۱۸: اب کہ مانگنے کا وقت آیا، تصورِ عظمت و جلالِ اِلٰہی میں ڈوب جائے (یعنی: اللہ تعالٰی کی عظمت و شان کے تصور میں گم ہو جائے)۔

ادب ۱۹: اللہ تعالٰی کی عظیم رحمتوں کو، جو باوُجود گناہ، اس کے حال پر فرماتا رہا، یاد کر کے شرمندہ ہو۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا دوسرا سوال اور اس کا قرآنی جواب

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّؕ-(پ۲البقرۃ۱۸۹)

ترجمہ کنزالایمان: تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔

آیت کا شانِ نزول

یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کا کیا حال ہے ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہوجاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہوجاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔

(تفسیر قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۹، ۱/ ۲۶۳، الجزء الثانی)

لہٰذا اس آیت میں چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزارہا دینی و دنیوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین کے معاملات، روزے اور عید کے اوقات عورتوں کی عدتیں حیض کے ایّام حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں۔

(خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۹، ۱/۱۲۹)

کیونکہ اول میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ ابتدائی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کی مابین ایّام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے یہ وہ قدرتی جنتری ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔

چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت

چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے صاحبِ تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب اسی کتاب کے جلد ۵ ص ۴۳۷ میں لکھتے ہیں کہ سورج نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے جبکہ چاند گھٹتا اور بڑھتا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

لکھتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ سورج کو ہر رات عرش کے نیچے سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ چاند کو سوائے مہینے کی چودھویں رات کے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، پس چاند جب مہینے کی پہلی تاریخ کو نکلتا ہے تو ہر رات اس خوشی سے بڑھتا جاتا ہے کہ وہ رات قریب آرہی ہے جس میں اس کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی پس جب وہ رات آتی ہے تو وہ سجدہ کرتا ہے، پھر چودھویں رات کے بعد مہینے کے آخر تک اس غم سے گھٹتا جاتا ہے کہ اسے اب سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت نہ ہوگی۔

(تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب جلد ۵ ص ۴۳۷)

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا تیسرا سوال اور اس کا قرآنی جواب

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۬ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴿۲۱۵﴾(پ ۲ البقرۃ۲۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں، تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔

آیت کا شانِ نزول

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے، انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتادیا گیا۔

(خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۵، ۱/ ۱۵۲)

کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور خرچ کرنے کی جگہیں یہ ہیں یعنی والدین، رشتے دار، یتیم، مسکین اور مسافر۔ یہاں دو مسائل ذہن نشین رکھیں:

(۱)...اس آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے۔(جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۵، ۱/ ۲۵۶)

(۲)...ماں باپ کو زکوۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ۳/ ۳۴۴)

ماں باپ پر خرچ کرنا اور ان کے حقوق

ماں باپ کے حقوق:۔ ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے۔ خاص کر نیچے لکھے ہوئے چند حقوق کا خیال تو خاص طور پر رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۱) خبر دار خبر دار ہر گز ہر گز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ وہ ہر گز ہر گز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔

(۲) اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔

(۳) ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرماں برداری کرے۔

(۴) اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے انکی خدمت کرے۔

(۵) اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان میں سے کوئی چیز لے لیں تو خبر دار خبر دار ہر گز ہر گز برا نہ مانیں۔ نہ اظہار ناراضگی کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے حدیث شریف میں ہے:

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد کو میرے مال کی حاجت ہے؟ فرمایا: اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ یعنی "تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لیے ہیں، تمھاری اولاد تمھاری عمدہ کمائی سے ہیں، اپنی اولاد کی کمائی کھاؤ۔"

("سنن أبي داود"، کتاب البیوع، باب فی الرجل یأکل من مال ولدہ، الحدیث: ۳۵۳۰، ج۳، ص۴۰۳)

(۶)ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصال ثواب کرتے رہیں۔

(۷)ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہیں۔

(۸)ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں۔ ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

(۹)جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ اس سے انکی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

(۱۰) کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لئے بھی جایا کریں۔ ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں۔ سلام کریں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہو گی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دعائیں دیں گے۔

دادا' دادی' نانا' نانی' چچا' پھوپھی' ماموں' خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ: وحق کبیرالاخوۃ حق الوالد علی ولدہٖ۔ یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔(شعب الایمان للبیھقی ۵۵،باب فی برالوالدین، فصل فی صلۃ الرحم، رقم ۷۹۲۹، ج۶، ص ۲۱۰)

اس زمانے میں لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل جاہل اور غافل ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم اور فرماں برداری و خدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ کچھ تو اتنے بڑے بدبخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں۔ اور اسی طرح گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار 'اور عذاب جہنم کے حق دار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھو! کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو سلوک بھی کروگے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمان ہے جو ہرگز ہرگز کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر ایمان رکھو کہ

ہزار فلسفیوں کی چنیں چناں بدلی
نبی کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

(جنتی زیور ص۹۱-۹۵)

امتِ محمدیہ کا چوتھا سوال اور اس کا قرآنی جواب

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِؕ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌؕ (پ۲البقرۃ۲۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم، تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔

آیت کا شانِ نزول

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا ان کا خیال تھا کہ وہ روز جمادی الاخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہو گیا تھا اور رجب کی پہلی تاریخ تھی اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہ حرام میں جنگ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۸، ۲/۲۳، الجزء الثالث)

کہ ماہِ حرام میں لڑائی کرنا اگرچہ بہت بڑی بات ہے لیکن مشرکوں کا شرک، مسلمانوں کو ایذائیں دینا، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو ستانا یہاں تک کہ ہجرت پر مجبور کر دینا، لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنا، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کو مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے روکنا، دورانِ نماز طرح طرح کی ایذائیں دینا یہ ماہِ

حرام میں لڑائی سے بہت بڑھ کر ہے۔ لہٰذا پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے کرتوت دیکھ لو پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنا۔ تمہارے یہ افعال مسلمانوں کے فعل سے زیادہ شدید ہیں کیونکہ کفر و ظلم تو کسی حالت میں جائز نہیں ہوتے جبکہ لڑائی تو بعض صورتوں میں جائز ہو ہی جاتی ہے نیز مسلمانوں نے جو ماہِ حرام میں لڑائی کی تو وہ ان کی غلط فہمی کی وجہ سے تھی کہ چاند کی تاریخ ان پر مشکوک ہو گئی لیکن کفار کا کفر اور مسلمانوں کو ایذائیں تو کوئی قابلِ شک فعل نہیں، یہ تو واضح طور پر ظلم و سرکشی تھی۔ یاد رہے کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت کا حکم سورۂ توبہ آیت نمبر ۵ سے منسوخ ہے۔

"یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ" سے معلوم ہونے والے مسائل

(۱)...اس آیت سے معلوم ہوا کہ خود بڑے بڑے عیبوں میں مبتلا ہونا اور دوسروں پر طعن کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ یہ بیماری ہمارے ہاں بھی عام ہے کہ لوگ ساری دنیا کی برائیاں اور غیبتیں بیان کرتے ہیں اور خود اس سے بڑھ کر عیبوں کی گندگی سے آلودہ ہوتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں بھی اس بیماری کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر نظر نہیں آتا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، ذکر الاخبار عمّا یجب علی المرئ۔۔۔ الخ، ۷/۵۰۶، الحدیث: ۵۷۳۱)

(۲) ...فتنہ انگیزی قتل سے بڑھ کر جرم ہے۔ بعض لوگوں کو فتنہ و فساد کا شوق ہوتا ہے، آیت میں تو فتنہ سے مراد کفر و شرک ہے لیکن اس سے ہٹ کر بھی فتنہ انگیزی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔

(۳)...اس آیت سے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی شان بھی معلوم ہوئی کہ کفار نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم پر اعتراض کیا اور اللہ تعالٰی نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی طرف سے کفار کو جواب دیا۔

امتِ محمدیہ کا پانچواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ

ترجمۂ کنزالایمان:۔ تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ (پ۲ البقرۃ۲۱۹)

یاد رہے کہ اِس آیت میں شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا بلکہ حرمت کی آیات سورۂ مائدہ میں بعد میں نازل ہوئیں اور ۳ہجری میں غزوۂ احزاب سے چند روز بعد شراب حرام کی گئی۔

شراب اور جوئے کی مذمت

اس آیت میں شراب اور جوئے کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جوئے اور شراب کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے، نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سُرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے کبھی مفت کا مال ہاتھ آجاتا ہے لیکن شراب اور جوئے کی وجہ سے ہونے والے گناہوں اور فسادات کا کیا شمار۔ شراب سے عقل زائل ہوجاتی ہے، غیرت و حَمِیَّت کا جنازہ نکل جاتا ہے، ماں، بہن، بیٹی کی تمیز ختم ہوجاتی ہے، عبادت سے دل اُکتا جاتا ہے، عبادت کی لذت دل سے نکل جاتی ہے۔ جوئے کی وجہ سے لوگوں سے دشمنیاں پیدا ہوجاتی ہیں، آدمی سب کی نظر میں ذلیل وخوار ہوجاتا ہے، جوئے

باز، سٹے باز کے نام سے بدنام ہوتا ہے، کبھی کبھار اپنا سب مال و اسباب جوئے میں ہار دیتا ہے، زندگی تباہ وبرباد ہو جاتی ہے، محنت سے جی چرانا شروع ہو جاتا ہے اور مفت خورہ بننے کی عادت پڑ جاتی ہے وغیرہا۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں۔ سرکار دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت جعفر طیار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی کہ ایک خصلت تو یہ ہے کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی، یعنی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ نقصان۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ میں کبھی زنا میں مبتلا نہ ہوا کیونکہ میں اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا۔ چوتھی خصلت یہ تھی کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا۔ (تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۹، ص۱۰۱ ملتقطاً)

سبحان اللہ، کیا سلیم الفِطرت تھے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں گا اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑ جائے پھر دریا خشک ہو جائے اور وہاں گھاس پیدا ہو تو میں اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں گا۔ (مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۹، ص۱۱۳)

سبحان اللہ! گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔" اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شراب کے متعلق نازل ہونے والی ۴ آیاتِ مبارکہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۰۱۲ صفحات پر مشتمل کتاب جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد دوم صفحہ ۵۴۵ تا ۵۴۷ پر ہے:

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت کے متعلق ۴ آیات نازل ہوئیں۔ پہلے ارشاد فرمایا:

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق بیشک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو۔ (پ ۱۴، النحل: ٦٧)

مسلمان پھر بھی اسے پیتے رہے اس لئے کہ یہ ان کے لئے حلال تھی پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اور حضرت سیّدُنا معاذ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه وغیرہ جیسے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیجئے، کیونکہ یہ عقل کو ختم کرنے والی اور مال کو سلب کرنے والی ہے۔" تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ حکم نازل ہوا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ

ترجمۂ کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ (پ۲، البقرۃ:۲۱۹)

پس نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ شراب کی حرمت کی طرف توجہ دلا رہا ہے، لہٰذا جس کے پاس شراب ہو تو اسے بیچ دے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر، الحدیث:۴۰۴۳، ص۹۵۲)

کچھ لوگوں نے اس فرمان اِثْمٌ كَبِيْرٌ کی وجہ سے شراب چھوڑ دی اور کچھ اس فرمان وَّ مَنٰفِعُ لِلنَّاسِ کی وجہ سے پیتے رہے یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھانا تیار کر کے کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو دعوت دی اور انہیں شراب بھی پیش کی، انہوں نے شراب پی تو مدہوش ہوگئے، نمازِ مغرب کا وقت ہوا تو ان میں سے ایک نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا اور اس نے ان آیاتِ مبارکہ:

''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾'' (پ۳۰، الکافرون:۱،۲)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ! اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو۔''

میں ''لَاۤ اَعْبُدُ'' کی بجائے ''اَعْبُدُ'' پڑھا، یعنی اَعْبُدُ سے پہلے حرفِ لَاۤ کو چھوڑ دیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔ (پ۵، النساء:۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

پس نماز کے اوقات میں نشہ حرام ہو گیا اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر لی اور کہا: ''اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہو جائے۔ ''اور کچھ لوگوں نے صرف نماز کے اوقات میں شراب پینا چھوڑی، ان میں سے کوئی شخص نمازِ عشا کے بعد شراب پیتا تو صبح تک اس کا نشہ زائل ہو چکا ہوتا اور فجر کی نماز کے بعد شراب پیتا تو ظہر کے وقت تک ہوش میں آجاتا۔

ایک دفعہ حضرت سیِّدُنا عِتْبَان بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو دعوت دی، جن میں حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے، انہوں نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھُونا، انہوں نے اسے کھایا اور شراب بھی پی یہاں تک کہ ان پر نشہ طاری ہو گیا، پھر آپس میں فخر کرنے اور برا بھلا کہنے لگے اور اشعار پڑھنے لگے پھر کسی نے ایک ایسا قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ہجو تھی اور اس کی قوم کے لئے فخر تھا تو ایک انصاری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لی اور حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سر پر دے ماری، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید زخمی ہو گئے اور سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس انصاری کی شکایت کی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی: ''یااللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما دے۔ ''پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ حکم نازل فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۹۰) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ(۹۱) (پ۷، المائدۃ:۹۱،۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ، شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

یہ حکم غزوۂ اَحزاب کے کچھ دن بعد نازل ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم اس سے رُک گئے۔'' (معالم التنزیل للبغوی البقرۃ تحت الآیۃ۱۹ جلد۔۱۔ص۱۴۰)

بتدریج حرمت میں حکمت

حضرت سیّدُنا امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: ''اس ترتیب پر حرمت واقع کرنے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا تھا کہ یہ لوگ شراب نوشی کے بہت دلدادہ ہیں اور انہیں اس سے بہت زیادہ نفع بھی حاصل ہوتا ہے، اگر انہیں ایک ہی حکم سے منع کیا گیا تو یہ ان پر گراں گزرے گا، لہٰذا اُن پر شفقت فرماتے ہوئے درجہ بدرجہ حرمت نازل فرمائی۔ (تفسیر الکبیر جلد۔۲۔ص۳۹۴)

جوئے کے متعلق احکام

(۱)...جوا کھیلنا حرام ہے۔

(۲)...جوا، ہر ایسا کھیل ہے جس میں اپنا کل یا بعض مال چلے جانے کا اندیشہ ہو یا مزید مل جانے کی امید ہو۔

(۳)...شطرنج تاش، لڈو، کیرم، بلییئرڈ، کرکٹ وغیرہ ہار جیت کے کھیل جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔یونہی کرکٹ وغیرہ میں میچ یا ایک ایک اوور یا ایک ایک بال پر جو رقم لگائی جاتی ہے یہ جوا ہے،یونہی گھروں یا دفتروں میں چھوٹی موٹی باتوں پر جو اس طرح کی شرطیں لگتی ہیں کہ اگر میری بات درست نکلی تو تم کھانا کھلاؤ گے اور اگر تمہاری بات سچ نکلی تو میں کھانا کھلاؤں گا یہ سب جوئے میں داخل ہیں۔یونہی لاٹری وغیرہ جوئے میں داخل ہے۔آج کل موبائل پر کمپنی کو میسج کرنے پر ایک مخصوص رقم کٹتی ہے اور اس پر بھی انعامات رکھے جاتے ہیں یہ سب جوئے میں داخل ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان:اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

(پ۷،المائدۃ:۹۰)

اس آیتِ مبارکہ میں چار چیزوں کے نجاست و خباثت اور ان کا شیطانی کام ہونے کے بارے میں بیان فرمایا اور ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔وہ چار چیزیں یہ ہیں:(۱) شراب۔(۲) جوا۔(۳) اَنصاب یعنی بت۔(۴) اَزلام یعنی پانسے ڈالنا۔ہم یہاں بالترتیب ان چاروں چیزوں کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہیں۔

(۱)...شراب

صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں: شراب پینا حرام ہے اور اس کی وجہ سے بہت سے گناہ پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا اگر اس کو معاصی (یعنی گناہوں) اور بے حیائیوں کی اصل کہا جائے تو بجا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ نہم، شراب پینے کی حد کا بیان، ۲/ ۳۸۵)

حضرت معاذ سے روایت ہے، حضورِ اقدس نے ارشاد فرمایا ”شراب ہر گز نہ پیو کہ یہ ہر بدکاری کی اصل ہے۔ (مسند امام احمد، مسند الانصار جلد۸ ص۲۶۹)

شراب پینے کی وعیدیں

احادیث میں شراب پینے کی انتہائی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ۱۳ احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)... حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: حضورِ اقدس نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت کی: (۱) شراب بنانے والے پر۔ (۲) شراب بنوانے والے پر۔ (۳) شراب پینے والے پر۔ (۴) شراب اٹھانے والے پر۔ (۵) جس کے پاس شراب اٹھا کر لائی گئی اس پر۔ (۶) شراب پلانے والے پر۔ (۷) شراب بیچنے والے پر۔ (۸) شراب کی قیمت کھانے والے پر۔ (۹) شراب خریدنے والے پر۔ (۱۰) جس کے لئے شراب خریدی گئی اس پر۔

(ترمذی شریف۔ جلد۳ ص۷۴ حدیث ۱۲۹۹)

(۲)... حضرت ابومالک اشعری سے روایت ہے، نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ”میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر کچھ اور رکھیں گے، ان کے سروں پر

باجے بجائے جائیں گے اور گانے والیاں گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو بندر اور سور بنا دے گا۔ (ابن ماجہ جلد ۴ ص ۳۶۸ حدیث ۴۰۲۰)

(۳)... حضرت ابو امامہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قسم ہے میری عزت کی! میرا جو بندہ شراب کی ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو اُتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے اُسے چھوڑے گا میں اس کو حوض قدس سے پلاؤں گا۔ (مسند امام احمد جلد ۸ ص ۲۸۶ حدیث ۲۲۲۸۱)

شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان

اس آیت اور اس سے بعد والی آیت میں شراب کے حرام ہونے کو ۱۰ مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے:

(۱)... شراب کو جوئے کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

(۲)... بتوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

(۳)... شراب کو ناپاک قرار دیا ہے۔

(۴)... شیطانی کام قرار دیا ہے۔

(۵)... اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

(۶)... کامیابی کا مدار اس سے بچنے پر رکھا ہے۔

(۷) ... شراب کو عداوت اور بغض کا سبب قرار دیا ہے۔

(۸،۹)... شراب کو ذکر اللہ اور نماز سے روکنے والی چیز فرمایا ہے۔

(۱۰) ... اس سے باز رہنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۷۰)

شراب نوشی کے نتائج

یہاں ہم شراب نوشی کے چند وہ نتائج ذکر کرتے ہیں جو پوری دنیا میں نظر آرہے ہیں تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں اور جو مسلمان شراب نوشی میں مبتلا ہیں وہ اپنے اس برے عمل سے باز آجائیں۔

(۱)...شراب نوشی کی وجہ سے کروڑوں افراد مختلف مُہلک اور خطرناک امراض کا شکار ہورہے ہیں۔

(۲) ...لاکھوں افراد شراب نوشی کی وجہ سے ہلاک ہورہے ہیں۔

(۳)...زیادہ تر سڑک حادثات شراب پی کر گاڑی چلانے کی وجہ سے ہورہے ہیں۔

(۴)...ہزاروں افراد شرابیوں کے ہاتھوں بے قصور قتل وغارت گری کا نشانہ بن رہے ہیں۔

(۵)...لاکھوں عورتیں شرابی شوہروں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتی ہیں۔

(۶)...لاکھوں عورتیں شرابی مردوں کی طرف سے جنسی حملوں کا شکار ہورہی ہیں۔

(۷)...والدین کی شراب نوشی کی وجہ سے زندگی کی توانائیوں سے عاری اور مختلف امراض میں مبتلا بچے پیدا ہورہے ہیں۔

(۸) ...لاکھوں بچے شرابی والدین کی وجہ سے یتیمی اور اسیری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔

(۹)...شرابی شخص کے گھر والے اور اہل و عیال اس کی ہمدردی اور پیار و محبت سے محروم ہورہے ہیں۔

(۱۰)...ان نقصانات کے علاوہ شراب کے اقتصادی نقصانات بھی بہت ہیں کہ اگر شراب کی خرید و فروخت اور امپورٹ ایکسپورٹ سے حاصل ہونے والی رقم اور ان اخراجات کا موازنہ کیا جائے جو شراب کے برے اثرات کی روک تھام پر ہوتے ہیں تو سب پر واضح ہو جائے گا کہ شراب سے حاصل ہونے والی آمدنی ان اخراجات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اس کے برے نتائج کو دور کرنے پر ہو رہے ہیں ،مثال کے طور پر شراب نوشی کی وجہ سے ہونے والی نفسیاتی اور دیگر بیماریوں کے علاج، نشے کی حالت میں ڈرائیورنگ سے ہونے والے حادثات، پولیس کی گرفتاریاں اور زحمتیں، شرابیوں کی اولاد کے لئے پرورش گاہیں اور ہسپتال، شراب سے متعلقہ جرائم کے لئے عدالتوں کی مصروفیات، شرابیوں کے لئے قید خانے وغیرہ امور پر ہونے والے اخراجات دیکھے جائیں تو یہ شراب سے حاصل ہونے والی آمدنی سے کہیں زیادہ نظر آئیں گے اور اس کے علاوہ کچھ نقصانات تو ایسے ہیں کہ جن کا موازنہ مال و دولت سے کیا ہی نہیں جا سکتا جیسے پاک نسلوں کی تباہی، سستی، بے راہ روی، ثقافت و تمدن کی پسماندگی، احساسات کی موت، گھروں کی تباہی، آرزوؤں کی بربادی اور صاحبانِ فکر افراد کی دماغی صلاحیتوں کا نقصان، یہ وہ نقصانات ہیں جن کی تلافی روپے پیسے سے کسی صورت ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور شراب نوشی کی آفتِ بد سے نجات عطا فرمائے۔

(۲)...جوا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے۔(فتاوی رضویہ،۱۹/ ۶۴۶)

جوئے کی مذمت میں (۲) احادیث

احادیث میں جوئے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے چنانچہ جوئے کے ایک کھیل کے بارے میں حضرت بریدہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے نرد شیر (جوئے کا ایک کھیل) کھیلا تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبو دیا۔(مسلم ص ۱۲۴۰ حدیث۔ ۲۲۶۰)

اور حضرت ابو عبد الرحمن خطمی سے روایت ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوئر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

(مسند امام احمد جلد ۹ ص ۵۰ حدیث۔ ۲۳۱۹۹)

جوئے کے دنیوی نقصانات

دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر اس عمل اور عادت سے روکا ہے جس سے ان کا مالی اور جسمانی نقصان وابستہ ہو اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے۔ ایسی بے شمار چیزوں میں سے ایک چیز جوابازی ہے جو کہ معاشرتی امن و سکون اور باہمی محبت و یگانگت کے لئے زہرِ قاتل سے بڑھ کر ہے اور قرآن و حدیث میں مختلف انداز سے مسلمانوں کو اس شیطانی عمل سے روکا گیا ہے لیکن افسوس کہ فی زمانہ مسلمانوں کی ایک تعداد اس خبیث ترین عمل میں مبتلا نظر آ رہی ہے اور یہ لوگ دنیا و آخرت کے لئے حقیقی طور پر مفید کاموں کو چھوڑ کر اپنے شب و روز کو اسی عمل میں لگائے ہوئے ہیں اور ان کی اسی روش کا نتیجہ ہے کہ ان مسلمانوں کی نہ تو دنیوی پَسماندگی دور ہو رہی ہے اور نہ ہی وہ اپنی اخروی کامیابی کے لیے کچھ کر پا رہے ہیں۔ ہم

یہاں جوئے بازی کے ۳ دنیوی نقصانات ذکر کرتے ہیں تاکہ مسلمان انہیں پڑھ کر اپنی حالت پر کچھ رحم کریں اور جوئے سے باز آ جائیں۔

(۱) ...جوئے کی وجہ سے جوئے بازوں میں بغض، عداوت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے اور بسا اوقات قتل و غارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

(۲) ...جوئے بازی کی وجہ سے مالدار انسان لمحوں میں غربت و افلاس کا شکار ہو جاتا ہے، خوشحال گھر بدحالی کا نظارہ پیش کرنے لگتے ہیں، اچھا خاصا آدمی کھانے پینے تک کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے، معاشرے میں اس کا بنا ہوا وقار ختم ہو جاتا ہے اور سماج میں اس کی کوئی قدر و قیمت اور عزت باقی نہیں رہتی۔

(۳) ...جوئے باز نفع کے لالچ میں بکثرت قرض لینے اور کبھی کبھی سودی قرض لینے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے اور جب وہ قرض ادا نہیں کر پاتا یا اسے قرض نہیں ملتا تو وہ ڈاکہ زنی اور چوری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے حتّٰی کہ جوئے باز چاروں جانب سے مصیبتوں میں ایسا گھر جاتا ہے کہ بالآخر وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور انہیں اس شیطانی عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۳)...انصاب

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہیں جن کے پاس کفار اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔ (ابن کثیر جلد۔۳ص ۱۶۱)

امام عبد اللہ بن احمد نسفی فرماتے ہیں: اس سے مراد بت ہیں کیونکہ انہیں نصب کر کے ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ (مدارک ص ۳۰۲)

علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی فرماتے ہیں ”اگر انصاب سے مراد وہ پتھر ہوں جن کے پاس کفار اپنے جانور ذبح یا نَحر کرتے تھے تو ان پتھروں کو ناپاک اس لئے کہا گیا تاکہ کمزور ایمان والے مسلمانوں کے دلوں میں اگر ان کی کوئی عظمت باقی ہے تو وہ بھی نکل جائے، اور اگر انصاب سے مراد وہ بت ہوں جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے (ان کے پاس جانور ذبح کئے جاتے ہوں یا نہیں) تو انہیں ناپاک اس لئے کہا گیا تاکہ سب پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ جس طرح اصنام سے بچنا واجب ہے اسی طرح انصاب سے بچنا بھی واجب ہے۔

(البحر المحیط جلد ۴ ص ۱۶)

(٤)...ازلام

زمانۂ جاہلیت میں کفار نے تین تیر بنائے ہوئے تھے، ان میں سے ایک پر لکھا تھا ”ہاں “دوسرے پر لکھا تھا ”نہیں “اور تیسرا خالی تھا۔ وہ لوگ ان تیروں کی بہت تعظیم کرتے تھے اور یہ تیر کاہنوں کے پاس ہوتے اور کعبہ معظمہ میں کفارِ قریش کے پاس ہوتے تھے (جب انہیں کوئی سفر یا اہم کام درپیش ہوتا تو وہ ان تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو ان پر لکھا ہوتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے)۔ پرندوں سے اور وحشی جانوروں سے برا شگون لینا اور کتابوں سے فال نکالنا وغیرہ بھی اسی میں داخل ہے۔ (البحر المحیط جلد ۴ ص ۱۶)

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی مذمت

احادیث میں کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی شدید مذمت کی گئی ہے، ان میں سے ۳ احادیث درج ذیل ہیں:

(۱)... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و سلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو گویا اِس نے اُس کا انکار کر دیا جو (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و سلم پر نازل کیا گیا۔

(مستدرک جلد ۱ ص ۱۵۳۔ حدیث ۱۵)

(۲)... حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و سلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو چالیس (۴۰) راتوں تک اس کی توبہ روک دی جاتی ہے اور اگر اُس نے اِس کی تصدیق کی تو کفر کیا۔ (معجم الکبیر جلد ۲۲ ص ۶۹ حدیث ۱۶۹)

(۳)... حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و سلم نے ارشاد فرمایا: ”خط کھینچنا، فال نکالنا اور پرندے اُڑا کر شگون لینا (یعنی شیطانی کاموں) میں سے ہے۔ (ابو داؤد جلد ۴ ص ۲۲ حدیث ۳۹۰۷)

امتِ محمدیہ کا چھٹواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَۙ(۲۱۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۱۹)

آیت کا شانِ نزول

تفسیر خازن میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہِ خدا میں دیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۱۹، ۱/۱۵۹)

اور فرمایا گیا کہ جتنا تمہاری حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا، صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی مقدار لے کر باقی سب راہ خدا میں تصدُّق کر دیتے تھے۔ یہ حکم اگر بطورِ فرض کے تھا تو زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے منسوخ ہو گیا اور اگر نفلی حکم تھا تو آج بھی مستحب طور پر باقی ہے۔

صدقہ کے فضائل اور ثواب

صدقہ کی فضیلت کے بارے میں کئی آیاتِ قرانیہ موجود ہیں جن میں صدقہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(۱) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً۔ (پ ۲، البقرۃ: ۲۴۵)

ترجمہ کنزالایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھادے۔

(۲) وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(۳) كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔ (پ۲۶، الذریت:۱۶تا۱۹)

(۴) اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔ (پ۲۷، الحدید:۱۸)

(۵) اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دونے کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے۔" (پ۲۸، التغابن:۱۸)

(۶) وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے"(پ۲۹، المزمل:۲۰)

(۷) وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔"(پ۳۰، الیل:۱۷تا۲۱)

صدقہ کے بارے میں احادیث مقدسہ

(۱)۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بندے کے عفوو درگزر کے سبب اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔" (مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفووالتواضع، رقم ۲۵۸۸، ص ۱۳۹۷)

(۲)۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابو کَبْشَہ اَنْمَارِیر ضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، "تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں، تم اسے یاد کرلو کہ صدقہ مال میں کچھ کمی نہیں کرتا اور جو مظلوم 'ظلم پر

صبر کرتا ہے اللہ تعالی اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ "میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم اسے یاد کرلو، "دنیا چار طرح کے لوگوں کے لئے ہے ،(۱)وہ بندہ جسے اللہ تعالی نے مال اور علم عطافرمایااور وہ اس معاملے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اپنے مال میں سے اللہ عزوجل کا حق تسلیم کرتا ہے تو یہ بندہ سب سے افضل مقام میں ہے،(۲) جسے اللہ تعالی نے علم عطا فرمایا ،مال عطانہیں فرمایا مگر اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے اگر اللہ عزوجل مجھے مال عطا فرماتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب دیا جائے گا اوران دونوں کا ثواب برابر ہے،(۳)وہ بندہ جسے اللہ عزوجل نے مال عطافرمایا اور علم عطانہ فرمایا اور وہ علم کے بغیر خرچ کرتا ہے اور اس معاملے میں اپنے رب عزوجل سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق تسلیم کرتا ہے تو وہ خبیث ترین درجے میں ہے،(۴)وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے نہ تو مال عطافرمایا اور نہ ہی علم عطا فرمایا اور وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔"

(ترمذی،کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر، رقم ۲۳۳۲،ج ۴، ص ۱۴۵)

(۳)۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مرفوعاًروایت کرتے ہیں کہ "صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندہ صدقہ دینے کیلئے جب اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ عزوجل کے دستِ قدرت میں آجاتا ہے

اور جو بندہ بلاضرورت سوال کا دروازہ کھولتا ہے ، تو اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔" (المعجم الکبیر، رقم ۱۲۱۵۰، ج۱۱، ص ۳۲۰)

(۴)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا،"اے لوگو!مرنے سے پہلے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور مشغولیت سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو اور اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرنے اور پوشیدہ اور ظاہری طور پر کثرت سے صدقہ کے ذریعے اللہ عزوجل سے اپنا رابطہ جوڑ لو تو تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری مصیبتیں دور کی جائیں گی۔"

(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، فی فرض الجمعۃ، رقم ۱، ج۲، ص ۵)

(۵)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"ایک شخص کسی ویران جگہ سے گزر رہا تھا تو اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو تو وہ بادل جھک گیا اور اس نے اپنا پانی ایک پتھریلی زمین میں برسا دیا تو وہاں کے نالوں میں سے ایک نالے میں وہ سارا پانی جمع ہوگیا اور ایک سمت بہنے لگا تو وہ شخص اس نالی کے ساتھ چل دیا تو اس نے دیکھا کہ وہ پانی ایک باغ میں داخل ہوا جہاں ایک کسان کھڑا تھا تو اس نے اس کسان سے پوچھا"اے اللہ تعالی کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟"اس نے کہا،"فلاں"یہ وہی نام تھا جو اس نے بادل سے آنے والی آواز سے سنا تھا۔ اس کسان نے کہا ،"اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟"تو اس شخص نے کہا،"جس بادل سے یہ

بارش برس رہی ہے تیرا نام میں نے اس سے سنا ہے ، یہ بادل کہہ رہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو، تُو اپنے کھیت میں ایسا کیا کرتا ہے (کہ تیری زمین کو بادل نے سیراب کیا)؟"تو اس نے جواب میں کہا،"جب تونے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو سن لے کہ جو کچھ میرے اس باغ سے نکلتا ہے تو میں اس کے تین حصے کرلیتا ہوں ایک حصہ صدقہ کردیتا ہوں اور ایک حصہ خود کھاتا ہوں اور اپنے عیال کو کھلاتا ہوں اور تیسرے حصے کو اسی زمین میں کاشت کرلیتا ہوں۔"

(مسلم ،کتاب الزھد والرقائق ،الصدقۃ فی المساکین ،رقم ۲۹۸۴، ص ۱۵۹۳)

(۶)۔۔۔۔۔حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "ان دونوں کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کی دو زرہیں پہن رکھی ہوں جو ان کے سینے سے ہنسلی کی ہڈی تک ہوں۔ تو صدقہ دینے والا جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور وہ اپنی خواہش پوری کرلیتا ہے اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سکڑ کر اس کو چمٹ جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ پیوست ہو جاتی ہے۔"حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اپنی انگلیاں اپنے گریبان میں ڈال کر گریبان کو کشادہ کرتے ہوئے دیکھا مگر وہ کشادہ نہ ہوا، فرمایا:"اس طرح۔

(بخاری، کتاب اللباس، جیب القمیص من عند الصدر، رقم ۵۷۹۷، ج ۴، ص ۴۹)

(۷)۔۔۔۔۔حضرتِ سیدنا یزید بن ابی حبیب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں،"کہ حضرتِ سیدنا مَرثَد بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ اہل مصر میں سب سے پہلے مسجد کی طرف چلا

کرتے تھے اور میں نے ان کو کبھی مسجد میں صدقہ دیئے بغیر داخل ہوتے نہیں دیکھا یا تو ان کی آستین میں سکے ہوتے یا روٹی یا پھر گندم کے دانے یہاں تک کہ بسا اوقات میں نے ان کو پیاز اٹھائے ہوئے بھی دیکھا تو میں نے ان سے کہا، "اے ابو الخیر! یہ پیاز تو تمہارے کپڑوں کو بدبو دار کر دے گا۔" تو انہوں نے فرمایا، "اے ابن ابی حبیب! میں نے اس کے علاوہ کوئی شے صدقہ کرنے کیلئے اپنے گھر میں نہ پائی، مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب علیہم الرضوان میں سے ایک شخص نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، کہ "قیامت کے دن مؤمن کا صدقہ اس کیلئے سایہ ہو گا۔"

(ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب اظلال الصدقۃ صاحبہا، رقم ۲۴۳۲، ج ۴، ص ۹۵)

(۸)۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا عُقْبَہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، "قیامت کے دن لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہو گا۔" حضرتِ سیدنا یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "حضرتِ سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ کا کوئی دن ایسا نہ گزرتا جس میں وہ کوئی صدقہ نہ کرتے ہوں اگرچہ کیک (ایک قسم کی روٹی) یا پیاز ہو۔"

(مستدرک، کتاب الزکاۃ، کل امری فی ظل صدقتہ حتی یفعل، رقم ۱۵۵۷، ج ۲، ص ۴۳)

(۹)۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا عُقْبَہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "بیشک کسی شخص کا صدقہ اس کی قبر سے گرمی کو دور کر دیتا ہے اور قیامت کے دن مؤمن اپنے صدقے کے سائے میں ہو گا۔"

(المعجم الکبیر، عن عقبہ، رقم ۷۸۸، ج ۱۷، ص ۲۸۶)

(۱۰)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، "مجھے بتایا گیا ہے کہ اعمال ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ میں تم سب سے افضل ہوں۔" (ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقہ علی غیر ھاالخ، رقم ۲۴۳۳، ج ۴، ص ۹۵)

(۱۱)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بَیْرُحَاء کے نام کا ایک کھجور کا باغ تھا جو کہ مسجد نبوی شریف کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں داخل ہوتے اور صاف پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّحَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ (پ ۴، اٰل عمران : ۹۲)

ترجمہ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

حضرتِ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّحَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ (پ ۴، اٰل عمران : ۹۲)

ترجمہ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اور بیشک میرا سب سے زیادہ محبوب ترین مال بیر حاء ہے اور میں اسے صدقہ کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کے اجر وثواب کا امیدوار ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

!اسے وہاں خرچ کر دیجئے جہاں اللہ عزوجل فرمائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے، بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے۔"

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الاقارب، رقم ۱۴۶۱، ج۱، ص ۴۹۳)

(۱۲)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "ایک شخص نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا۔" پھر وہ اپنا صدقہ لے کر گھر سے نکلا اور اسے ایک چور کو دے بیٹھا۔ صبح کے وقت لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ گزشتہ رات ایک چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ یہ سن کر اس نے کہا "یا اللہ عزوجل! چور کو صدقہ دینے پر بھی تیرا شکر ہے۔" پھر اس نے کہا کہ میں ضرور صدقہ دوں گا اور رات کے وقت صدقہ لیکر نکلا اور اسے ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ گزشتہ رات ایک زانیہ کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس نے کہا، "اے اللہ تعالی! زانیہ کو صدقہ دینے پر بھی تیرا شکر ہے۔" اس نے پھر کہا کہ میں صدقہ دوں گا اور اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک غنی کے ہاتھ پر رکھ آیا۔ پھر صبح کو کہا جانے لگا کہ گزشتہ رات ایک غنی کو صدقہ دے دیا گیا۔ تو اس نے کہا "اے اللہ عزوجل! غنی، چور اور زانیہ کو صدقہ دینے پر تیرا شکر ہے۔" پھر اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس سے کہا، "جو صدقہ تم نے چور کو دیا شاید اس کی وجہ سے وہ چوری سے باز آجائے اور جو صدقہ تم نے زانیہ کو دیا شاید اس کی وجہ سے وہ اپنے زنا سے باز آجائے اور جو صدقہ تم نے غنی کو دیا شاید وہ

اس سے عبرت پکڑے اور اللہ عزوجل کے عطا کئے ہوئے مال سے خرچ کرنے لگے۔"اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے کہا گیا کہ تیرا صدقہ قبول ہو گیا۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اذا تصدق علی غنی، رقم ۱۴۲۱،ج۱، ص ۴۷۹)

(۱۳)۔۔۔۔۔۔ حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہے"۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا،"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال زیادہ پسند ہے۔"فرمایا،"تمہارا مال تو وہ ہے جسے تم آگے بھیج چکے (یعنی صدقہ کر چکے)اور جو تم نے چھوڑا وہ تو وارث کا مال ہے۔"

(بخاری، کتاب الرقاق، باب ماقدم من مالہ فھولہ، رقم ۶۴۴۲ ، ج۴، ص ۲۳۰)

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا ساتواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰىؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۲۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان:۔ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللّٰہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بیشک اللّٰہ زبردست حکمت والا ہے۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۲۰)

آیت کا شانِ نزول

جب یہ آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا (النساء:۱۰) نازل ہوئی کہ یتیموں کا مال کھانے والا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے والا ہے تو لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لیے پکایا جاتا اس میں سے کچھ بچ جاتا اور خراب ہو جاتا اور کسی کے کام نہ آتا، اس میں یتیموں کا نقصان ہونے لگا۔ یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبد اللّٰہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کی کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نیت سے اس کا کھانا اس کے سرپرست اپنے کھانے کے ساتھ ملالیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لیے ملانے کی اجازت دی گئی۔

(ابو داود، کتاب الوصایا، باب مخالطۃ الیتیم فی الطعام، ۳/۱۵۷، الحدیث: ۲۸۷۱، تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۰، ۲/۴۰۴)

لیکن ساتھ ہی تنبیہ فرمادی کہ تمہیں یتیموں کے فائدے کیلئے مال ملانے کی اجازت تو دیدی گئی ہے لیکن کون اچھی نیت سے یتیموں کا مال ملاتا ہے اور کس کی نیت میں فساد ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ ظاہراً تو یتیموں کا فائدہ کر رہے ہو اور حقیقت میں ان کا مال ہڑپ کرنے کا ارادہ ہو۔

آیت مبارکہ کا یہ حصہ "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ" کہ اللہ تعالیٰ اصلاح کی نیت والے اور فساد کی نیت والے دونوں کو جانتا ہے، یہ فرمان نہایت جامع ہے اور زندگی کے ہزاروں شعبوں کے لاکھوں معاملات میں رہنمائی کیلئے کافی ہے جہاں ایک ہی چیز میں اچھی اور بری دونوں نیتیں ہوسکتی ہیں وہاں دوسرے لوگ اگرچہ بری نیت کو نہ جانتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔

یتیموں سے متعلق دو احکام

(۱)... یتیم وہ نابالغ بچہ یا بچی ہے جس کا باپ فوت ہوگیا ہو، اگر اس کے پاس مال ہو اور اپنے کسی ولی کی پرورش میں ہو اس کے احکام اس آیت میں مذکور ہیں کہ ولی خواہ اس یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر اس پر خرچ کرے یا علیحدہ رکھ کر جس میں یتیم کی بہتری ہو وہ کرسکتا ہے لیکن ملانا خراب نیت سے نہیں ہونا چاہیے۔

(۲)... اگرچہ اس آیت کا نزول یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا مگر اصلاح کے لفظ میں ساری مصلحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، اعمال، تربیت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یوں سمجھیں کہ یتیم ساری مسلم قوم کیلئے اولاد کی طرح ہیں۔

یتیم کا مال کھانے پر وعیدیں

صاحب الزواجر عن اقتراف الکبائر گناہِ کبیرہ نمبر ۲۰۸:(یتیم کا مال کھانا) کے تحت لکھتے ہیں: اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔ (پ۴، النساء:۱۰)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: 'یہ آیت مبارکہ قبیلہ غطفان کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے نابالغ یتیم بھتیجے کے مال کا والی بنا اور اسے کھا گیا۔"

آیتِ کریمہ کے چند الفاظ کی وضاحت

ظُلۡمًا سے مراد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یا اس حال میں کہ وہ ظالم ہیں اور حق کے ساتھ کھانا اس وعید سے خارج ہو گیا جیسے کتب فقہ میں مقرر کی گئی شروط کے مطابق والی کا کھانا۔

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ (پ۴، النساء:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے۔

یعنی ضرورت کے مطابق لے یا قرض لے یا اپنے کام کی اُجرت کے مطابق یا اگر مجبور ہو تو اور اس پر آسان ہو تو ادا کرے، ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ولی اگر غنی ہو تو اس کے مال سے کچھ نہ لے اور اگر فقیر ہو اور وصیت کرنے والا ہو اور بچے کو تصرف سے روکے ہوئے مال کی

دیکھ بھال سے اس کے کام میں خلل پڑیتو اس کے مال سے لے سکتا ہے اگرچہ قاضی نے فیصلہ نہ کیا ہو اور اس کی اُجرت اس کے کام اور عرف کے مطابق ہو گی جبکہ قاضی کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

باپ، دادا اور ماں جو کہ وصی ہوں ان کے لئے بھی بقدرِ ضرورت ہے کیونکہ بچے کے مال میں ان کا نفقہ واجب ہے، اگر باپ یا دادا بچے کے مال کی دیکھ بھال نہ کر سکیں تو قاضی اس کے لئے قیمت مقرر کرے یا اسے مقرر کر کے اس کے لئے بچے کے مال میں سے اُجرت مقرر کر دیتا کہ کوئی احسان نہ ہو لیکن اس کے لئے قاضی سے مطالبہ جائز نہیں اگرچہ فقیر ہو۔

ولی کے لئے یتیم کے مال کو اپنے مال سے ملانا جائز نہیں اور مخلوط مال سے مہمان نوازی کرنا بھی جائز نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو وہ یہ کہ اس میں اضافہ ہو جائے بجائے اس کے کہ وہ تنہا کھاتا اور ضیافت یتیم کے خاص حصے سے زیادہ نہ ہو۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے پیٹ ایک برتن کی مانند ہیں جو کہ آگ سے بھرے جاتے ہیں، یہ یا تو حقیقتاً اسی طرح ہو گا کہ اللہ عزوجل ان کے لئے ایک ایسی آگ تخلیق فرمائے گا جس کو وہ کھائیں گے، یا پھر مجازی طور پر مسبب بول کر سبب مراد لیا ہے، کیونکہ سبب مسبب کی جانب لے جانے والا ہوتا ہے، بہر حال اس سے مراد کسی بھی صورت میں مال کا ضائع کرنا، کیونکہ یتیم کا نقصان خواہ اس کے مال کو کھا کر یا کسی اور ذریعہ سے ضائع کر کے کیا جائے، کوئی فرق نہیں رکھتا۔

یہاں اس آیتِ مبارکہ میں خاص طور پر صرف کھانے کا ہی تذکرہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ اس زمانے میں عام طور پر لوگوں کے اموال جانور ہوتے تھے جن کا گوشت کھایا جاتا اور دودھ پیا جاتا تھا یا اس لئے اس سے مقصود دراصل تصرفات ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید علیہ رحمۃ اللہ الوحید کا قول ہے:"یتیم کا مال کھانا برے خاتمے کی طرف لے جاتا ہے۔" اللہ عزوجل ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

لٰہذا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملانے سے رک گئے یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر اپنا ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ (پ ۲، البقرۃ: ۲۲۰)

اس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ آیتِ مبارکہ اس گذشتہ آیتِ مبارکہ کی ناسخ ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں تو ظلم کے طریقہ سے مال کھانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے لہذا یہ اس کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے، بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ ان کا اختلاف ممنوع، شدید وعید اور عذاب والا تھا اور برے انجام کی علامت تھا اور ظلم کے طور پر جو مال لیا جائے وہ عذاب کا سبب ہے ورنہ یہ عظیم نیکی ہے، لہذا پہلی آیت کریمہ پہلی شق کے بارے میں جبکہ دوسری آیت کریمہ دوسری شق کے بارے میں ہے اور اللہ عزوجل نے ان دونوں کو اس آیت میں جمع کر دیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

ترجمۂ کنز الایمان: اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ (پ۸، الانعام: ۱۵۲)

اللہ عزوجل نے یتیموں کے حق کی تائید فرماتے ہوئے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے متنبہ فرمایا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔ (پ۴، النساء: ۹)

آیتِ کریمہ میں حکم دیا جارہا ہے کہ جس کی گود میں یتیم بچہ ہو وہ اس سے بات چیت بھی نرم لہجے میں کرے لہٰذا اسے اے بیٹے کہہ کر پکارے جس طرح اپنی اولاد کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ نیکی اوراحسان کرے اور اس کے مال کا خیال رکھے جس طرح اس پر واجب ہے کہ اس کے بعد اس کے مال اور اس کی اولاد کا خیال رکھے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان: روز جزاء کا مالک۔ (پ۱، الفاتحہ: ۴)

جیسا کرو گے تمہارے ساتھ ویسا ہی کیا جائے گا اور انسان امین ہے اور غیر کے مال و اولاد میں تصرف کرنے والا ہے اور جب اسے موت آئے گی تو مال، اولاد، اہل و عیال اور تمام تعلقات کے بارے میں جیسا اس نے کیا ہو گا اللہ عزوجل اسے ایسا ہی بدلہ دے گا اگر اچھا کیا تو اچھی جزاء اور اگر برا کیا تو بری جزاء ملے گی، پس عقل مند کو اپنی اولاد اور مال کے بارے میں ڈرنا

چاہے بشر طیکہ اسے اپنے دین پر خوف نہ ہو، اپنی پرورش میں پلنے والے یتیم بچوں پر اسی طرح اپنامال خرچ کرے جس طرح کہ اگر اس کی اولاد یتیم ہوتی تو ان کے والی پر مال خرچ کرنا ضروری ہوتا۔

(۱)۔۔۔۔۔۔نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے:اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: "اے داوٗد(علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)!یتیم کے لئے رحیم باپ کی طرح ہو جااور بیوہ کے لئے شفیق خاوند کی طرح ہو جا۔" (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۷۹۳)

جان لو! جیسی فصل کاشت کرو گے ایسی ہی کاٹو گے،کیونکہ ہو سکتا ہے تو مر جائے اور یتیم بچہ اور بیوہ عورت چھوڑ جائے۔یتیموں کے مالوں کو کھانے اور اس میں ظلم کرنے کے بارے میں کئی احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں لوگوں کو اس ہلاک کرنے والی فحش حرکت سے ڈرانے کے لئے شدید وعید ذکر کی گئی ہے،ان میں سے چند یہ ہیں:

(۲)۔۔۔۔۔۔رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"اے ابو ذر!میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، ۲ آدمیوں کا کبھی حاکم نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا۔" (صحیح مسلم،کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ،الحدیث: ۴۷۲۰، ص ۱۰۰۵)

(۳)۔۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم،رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:"۷ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:"یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، اللہ عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاک دامن سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی، ان الذین یاکلون۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

(۴)۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "کبیرہ گناہ ۷ ہیں: اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدانِ جہاد سے بھاگ جانا اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا۔"
(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۰، ج ۱، ص ۲۹۴)

(۵)۔۔۔۔۔حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "۴ شخص ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل انہیں جنت میں داخل نہ کریگا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائیگا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) والدین کا نافرمان۔"
(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۳۸)

(۶)۔۔۔۔۔اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو خطوط حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر اہل یمن کی طرف بھیجے ان میں یہ لکھا تھا: "اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) شرک کرنا (۲) ناحق مؤمن کو قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدانِ جہاد

سے بھاگنا (۴)والدین کی نافرمانی کرنا (۵)پاک دامن عورت پر تہمت لگانا(۶)جادو سیکھنا (۷)سود کھانا اور(۸) یتیم کا مال کھانا۔"

(صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ، باب کتب النبی علیہ السلام،الحدیث: ۶۵۲۵،ج۸،ص۱۸۱)

(۷)۔۔۔۔۔۔شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"بروزِ قیامت کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے جن کے مونہوں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔" عرض کی گئی:"یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہوں گے؟"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں پڑھا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠(۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔(پ۴، النساء: ۱۰)

(مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث: ابی برزۃ الاسلمی،الحدیث: ۷۴۰۳،ج۶،ص۲۷۲)

(۸)۔۔۔۔۔۔حدیثِ معراج میں شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"پھر میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کے جبڑوں کو چیرتے اور دوسرے آگ کے پتھر لے کر آتے اور ان کے مونہوں میں ڈال دیتے جو ان کی پیٹھوں سے جا نکلتے۔" میں نے دریافت کیا:"اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟"تو انہوں نے کہا:"یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، تحت الآیۃ: ۱۰،ج۲،ص۱۹۵، مفہوماً)

(۹)۔۔۔۔۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:"میں نے معراج کی رات ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جو ان کے پیچھے سے نکل جاتے۔"میں نے پوچھا:"اے جبرائیل (علیہ السلام)!یہ کون لوگ ہیں؟"تو انہوں نے بتایا:"یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔"

(تفسیر قرطبیّ،الجزء الخامس،سورۃالنساء، تحت الآیۃ:۱۰،ج۳،ص۳۹)

تنبیہ

یہ بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کم یا زیادہ مال کھانے میں کوئی فرق نہیں اگرچہ ایک دانہ ہی ہو جیسا کہ کم تولنے اور کم ناپنے کے بیان میں گزر چکا ہے، اس کے اور غصب اور چوری کے درمیان اسی طرح فرق ہے جس طرح میں نے ان دونوں(یعنی چوری اور غصب) کے درمیان فرق کیا اور ناپ تول میں کمی کرنا بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ یہ بھی یتیم کے مال میں تصرف کرنے پر قدرت دیتا ہے۔

اگر یتیم کا کم مال کھانے کو کبیرہ نہ قرار دیا جائے تو یہ زیادہ کھانے کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ اسے کوئی منع کرنے والا نہیں کیونکہ وہ یتیم کے تمام مال کا والی ہے،لہٰذا کم لینے پر بھی کبیرہ گناہ ہونے کا حکم متعین ہو گا بخلاف چوری اور غصب کے اور اسی سے ان کے قول کا بھی رد ہو جاتا ہے جنہوں نے یہ گمان کیا کہ "یتیم کے مال سے تھوڑا سا لینا صغیرہ ہے۔"

یتیم کی کفالت اور اس پر شفقت کرنا اور بیواؤں کی پرورش کرنا

(۱۰)۔۔۔۔۔نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔" اور اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور انہیں کشادہ کیا۔

(صحیح البخاری،کتاب الطلاق، باب اللعان وقول اللہ تعالی (والذین یرمون ازواجھم۔۔۔۔۔الخ،الحدیث: ۵۳۰۴، ص ۴۵۸)

(۱۱)۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ،رسولِ اکرم،شاہ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"اپنے یا دوسرے کے یتیم بچے کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔" اور راوی نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم،کتاب الزھد، باب فضل الاحسان الی الارملۃ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۴۶۹، ص ۱۱۹۴)

(۱۲)۔۔۔۔۔نبی کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کی وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ ہیں۔" اور اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا "اور جس نے تین بیٹیوں کو پالنے کی کوشش کی وہ جنتی ہے اور اس کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے روزے دار اور نمازی کا اجر ہے۔"

(مجمع الزوائد،کتاب البر والصلۃ، باب فی الاولاد والاقارب۔۔۔۔۔الخ،الحدیث: ۱۳۴۹۳،ج۸، ص ۲۸۸)

(۱۳)۔۔۔۔۔رسول اکرم، شفیع مُعَظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ

جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں۔"اوراپنی انگشتِ شہادت اوردرمیانی انگلی کو ملایا۔ (سنن ابن ماجۃ، ابواب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث: ۳۶۸۰، ص ۲۶۹۷)

(۱۴)۔۔۔۔۔۔حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی اللہ عزوجل اُسے جنت میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ ایسا گناہ کرے جس کی معافی نہ ہو۔"

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم وکفالتہ، الحدیث: ۱۹۱۷، ص ۱۸۴۵)

(۱۵)۔۔۔۔۔۔دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے:"یہاں تک کہ وہ اس سے مستغنی ہو جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث مالک بن الحارث، الحدیث: ۱۹۰۴۷، ج۷، ص ۲۷)

(۱۶)۔۔۔۔۔۔اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جائے۔" (سنن ابن ماجۃ، ابواب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث: ۳۶۷۹، ج۵، ص ۲۶۹۷)

(۱۷)۔۔۔۔۔۔شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا مگر میں ایک عورت دیکھوں گا جو مجھ سے بھی سبقت لے جائے گی تو میں اس سے پوچھوں گا:"تمہارا کیا معاملہ ہے اور تم کون ہو؟"تو وہ کہے گی:"میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کو لئے بیٹھی رہی۔"(اوران کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کیا۔) (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۶۶۲۱، ج۵، ص ۵۱۰)

(۱۸)۔۔۔۔۔۔دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس کے ساتھ نرم گفتگو کی نیز اس کی یتیمی اور مسکینی پر رحم کیا اور اپنے پڑوسی پر اللہ عزوجل کے عطا کئے ہوئے (مال ودولت) کی فضیلت کی بناء پر تکبر نہ کیا تو اللہ عزوجل بروزِ قیامت اسے عذاب نہ دے گا۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۲۸، ج۶، ص۲۹۶)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت

(۱۹)۔۔۔۔۔۔رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"جس نے یتیم کے سر پر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ہاتھ رکھا تو اس کے لئے ہر بال کے بدلے جن پر اس کا ہاتھ گزرا نیکیاں ہیں اور جس نے یتیم بچے یا بچی کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۱۵، ج۸، ص۲۷۲)

(۲۰)۔۔۔۔۔۔خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"بے شک اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ ان کی بینائی چلے جانے، پیٹھ جھک جانے اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھوکا روزہ دار، مسکین یتیم ان کے پاس آیا اس حال میں کہ انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی اور اسے کھا لیا لیکن اس کو کچھ نہ کھلایا، پھر اللہ عزوجل نے انہیں بتایا کہ اسے اپنی مخلوق سے یتیموں اور مسکینوں سے محبت کرنے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ

کھانا تیار کریں اور مساکین کو دعوت دیں پس آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔" (المستدرک،کتاب التفسیر، سورۃ یوسف، باب علۃ ذھاب بصر۔۔۔۔۔۔الخ،الحدیث: ۳۳۸۱،ج۳، ص ۸۸تا۸۹،بتغیرٍ)

(۲۱)۔۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المُبلِّغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "بیواؤں اور مساکین کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔" حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اور اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔"

(صحیح مسلم،کتاب الزھد، باب فضل الاحسان الی الارملۃ۔۔۔۔۔۔الخ،الحدیث: ۷۴۶۸، ص ۱۱۹۴)

(۲۲)۔۔۔۔۔۔شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "بیواؤں اور مسکینوں کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔"

(سنن ابن ماجہ،ابواب التجارات، باب الحث علی المکاسب،الحدیث: ۲۱۴۰، ص ۲۶۰۵)

کسی نیک بزرگ کا کہنا ہے: "میں ابتداءً بہت نشہ کرتا اور گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، ایک دن میں نے ایک یتیم دیکھا تو میں اس سے شفقت سے پیش آیا جیسا کہ بچے پر شفقت کی جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پھر میں سو گیا تو میں نے جہنم کے فرشتوں کو دیکھا جو مجھے سختی سے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں، اچانک وہی یتیم میرے سامنے آکھڑا ہوا اور ان فرشتوں سے کہنے لگا: "اسے چھوڑ دو! یہاں تک کہ میں اس کے بارے میں اپنے رب عزوجل

سے رجوع کرلوں۔" مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر اچانک ایک آواز آئی:"ہم نے اسے یتیم پر احسان کرنے کی وجہ سے اس کا حصہ عطا کر دیا ہے۔"لہذا میں بیدار ہوا اور اس دن سے یتیموں کے ساتھ اور زیادہ احسان کرنے لگا۔"

منقول ہے کہ "کسی خوشحال علوی کے ہاں لڑکیاں تھیں، وہ مر گیا تو شدید فقر نے ان کے ہاں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ انہوں نے جگ ہنسائی کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کی اور ایک شہر کی متروکہ مسجد (یعنی جس میں لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑدی تھی) میں داخل ہو گئیں، ان کی ماں نے انہیں وہاں چھوڑا اور خود ان کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی، وہ شہر کے ایک مسلمان رئیس کے پاس سے گزری اور اسے اپنا حال بیان کیا لیکن اس نے تصدیق نہ کی اور کہا:"مجھے اس کی دلیل پیش کرو۔" اس نے کہا:"میں مسافر ہوں۔" لیکن اس مسلمان رئیس نے اس خاتون سے منہ پھیر لیا، پھر وہ ایک مجوسی کے پاس سے گزری اور اس سے اپنی لاچارگی بیان کی تو اس نے تصدیق کرتے ہوئے اپنی ایک خاتون کو اس کے ساتھ بھیجا، لہذا وہ خاتون اس کو اور اس کی لڑکیوں کو اپنے گھر لے آئی اور ان کی بہت زیادہ عزت کی، جب نصف رات گزر گئی تو اس مسلمان نے خواب دیکھا:"قیامت قائم ہو چکی ہے اور نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سر پر "لِوَاءُ الْحَمْد" (یعنی حمد کا جھنڈا) ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب ہی ایک عظیم الشان محل ہے، اس نے عرض کی:"یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! یہ محل کس کے لئے ہے؟"تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"کسی بھی مسلمان شخص کے لئے۔" اس نے

عرض کی:"میں بھی تو مسلمان موحِّد ہوں۔"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"میرے پاس اس کی دلیل پیش کرو۔ وہ حیران و ششدر ہو گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے علوی خاتون کا قصہ بیان کیا،چونکہ وہ آدمی اس علوی خاتون کو دھتکار چکا تھا لہٰذا شدتِ غم واَلم میں بیدار ہوا اورانہیں تلاش کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسے ایک مجوسی کے گھر میں اس کے موجود ہونے کا پتہ چلا،پس اس نے مجوسی سے مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیااور کہا:"مجھے اس کی برکات حاصل ہوچکی ہیں،مسلمان نے کہا:"یہ ایک ہزار(۱۰۰۰) دینار لے لو اور وہ علوی خاتون میرے حوالے کر دو۔"لیکن اس مجوسی نے پھر بھی انکار کر دیا،تو مسلمان نے اس مجوسی کو ایسا کرنے سے متنفر کرنے کی کوشش کی لیکن اس مجوسی نے اس سے کہا:"جو تم چاہتے ہو میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور وہ محل جو تم نے خواب میں دیکھا ہے میرے لئے بنایا گیا ہے،کیاتم مجھ پر اپنے اسلام کی وجہ سے فخر کرتے ہو،اللہ عزوجل کی قسم!میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے جب تک کہ اس علوی خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کر لیا اور میں نے بھی تمہارے خواب کی مثل خواب دیکھا ہے اور مجھ سے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا:"علوی خاتون اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟"میں نے عرض کی:"جی ہاں،یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے ہے۔"آخر کار وہ مسلمان چلا گیا اور اس کے حزن و ملال کو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص۷۹۸۔۷۹۹)

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا آٹھواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ قُلْ هُوَ اَذًىۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ(۲۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان:۔ اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۲۲)

آیت کا شانِ نزول

عرب کے لوگ یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح حیض والی عورتوں سے بہت نفرت کرتے تھے، ان کے ساتھ کھانا پینا، ایک مکان میں رہنا انہیں گوارانہ تھا بلکہ یہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے جبکہ عیسائیوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس تھا یعنی وہ ان دنوں میں عورتوں سے ملاپ میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور پر نور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۲، ۲/ ۶۴، الجزء الثالث)

اور اِفراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتادیا گیا کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہے۔ اور چونکہ یہ قرآن کی واضح آیت سے ثابت ہے لہٰذا ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، نفاس کا بیان، ۱/۳۸۲)

یونہی ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کی جگہ سے لذت حاصل کرنا منع ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، ۱/۵۳۴)

بقیہ ان سے گفتگو کرنا، ان کے ساتھ کھانا پینا حتّٰی کہ ان کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے، گناہ نہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی گندگی کا مقام ہے۔

مسلم شریف میں اس آیتِ مبارکہ کے نزول واقعہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے: اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حَیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیہ (وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ) نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جِماع کے سوا ہر شے کرو۔" اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں، اس پر اُسَید بن حُضَیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جِماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا وہ دونوں چلے گئے

اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا حضور نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رإس زوجھا...إلخ، الحدیث: ۳۰۲، ص ۱۷۱)

حَیض کی تعریف

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو، اُسے حَیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اِستحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نِفاس کہتے ہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الفصل الأول فی الحیض، ج۱، ص ۳۷، ۳۶، وغیرہ)

حیض کے چند احکام

(۱)... حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(۲)... حیض کے دنوں میں عورت کیلئے تلاوتِ قرآن، نماز، روزہ، مسجد میں داخلہ، قرآن کو چھونا اور خانہ کعبہ کا طواف حرام ہو جاتا ہے۔

(۳)... ذکر و درود وغیرہ میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے۔

(۴)... ایامِ حیض کے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے جبکہ نمازیں معاف ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ ۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

حَیض کی حکمت

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃً ضرورت سے کچھ زِیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے

کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو نہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسِم قسِم کی بیماریاں ہو جائیں۔ (بہار شریعت جلد اول ص ۳۷۱)

امتِ محمدیہ کا نواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

ترجمۂ کنزالایمان:۔ اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے لئے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لئے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے اُنہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللّٰہ کا نام لو اور اللّٰہ سے ڈرتے رہو بے شک اللّٰہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔

(پ٦۔المائدۃ۔۴)

آیت کا شانِ نُزول

یہ آیت عدی ابنِ حاتم اور زید بن مہلہل کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا تھا، ان دونوں صاحبوں نے عرض کیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کتّے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے حلال ہے تو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (بغوی جلد ۲ ص ۸)

آیت میں ”طَیِّبٰت“ کو حلال فرمایا گیا ہے اور ”طَیِّبٰت“ وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت قرآن و حدیث اور اِجماع و قِیاس میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ طَیِّبٰت وہ چیزیں ہیں جن کو سلیم الطبع لوگ پسند کرتے ہیں اور خبیث وہ چیزیں ہیں جن سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ (بیضاوی جلد ۲ ص ۲۹۵)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت پر دلیل نہ ہونا بھی اس کی حلت کے لئے کافی ہے۔

{اَلْجَوَارِحِ: شکاری جانور۔} شکاری جانوروں سے کیا ہوا شکار بھی حلال ہے خواہ وہ شکاری جانور درندوں میں سے ہوں جیسے کتے اور چیتے کے شکار یا شکاری جانور کا تعلق پرندوں سے ہو جیسے شکرے، باز، شاہین وغیرہ کے شکار۔ جب اس طرح سدھا کر ان کی تربیت کر دی جائے کہ وہ جو شکار کریں اس میں سے نہ کھائیں اور جب شکاری ان کو چھوڑے تب شکار پر جائیں اور جب بلائے واپس آ جائیں ایسے شکاری جانوروں کو مُعَلَّم (یعنی سکھایا ہوا) کہتے ہیں۔

{مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ: جو وہ شکار کر کے تمہارے لئے روک دیں۔} یعنی تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتے یا جانور جب شکار کر کے لائیں اور اُس میں سے خود کچھ نہ کھائیں تو اگرچہ جانور مر گیا ہو، تب بھی حلال ہے اور اگر کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو حرام ہے کہ یہ اس نے اپنے لئے شکار کیا، تمہارے لئے نہیں۔

آیت کا خلاصہ

آیت سے جو معلوم ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

(۱) ...شکاری جانور مسلمان یا کتابی کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔

(۲) ...اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔

(۳)...شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔

(۴) ...اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہو گا۔ مثلاً اگر شکاری جانور مُعَلَّم (یعنی سکھایا ہوا) نہ ہو یا اس نے زخم نہ کیا ہو یا شکار پر چھوڑتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ اللہ اکبر نہ پڑھا ہو یا شکار زندہ پہنچا ہو اور اس کو ذبح نہ کیا ہو یا مُعَلَّم (یعنی سکھائے ہوئے جانور) کے ساتھ غیر مُعَلَّم (یعنی نہ سکھایا ہوا جانور) شکار میں شریک ہو گیا ہو یا ایسا شکاری جانور شریک ہو گیا ہو جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر نہ پڑھا گیا ہو یا وہ شکاری جانور مجوسی کافر کا ہو، ان سب صورتوں میں وہ شکار حرام ہے۔

شکار کے دوسرے طریقے کا شرعی حکم

تیر سے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تیر مارا اور اس سے شکار مجروح (یعنی زخمی) ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر نہ مرا تو دوبارہ اس کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے اگر اس پر بسم اللہ نہ پڑھی یا تیر کا زخم اس کو نہ لگا یا زندہ پانے کے بعد اس کو ذبح نہ کیا ان سب صورتوں میں حرام ہے۔

بندوق کی گولی اور غلیل سے شکار کرنے کا شرعی حکم

اعلیٰ حضرت الملفوظ کے صفحہ ٦٦ میں ایک سوال کے جواب کے تحت فرماتے ہیں

: اگر تکبیر کہہ کر بندوق (یعنی گولی) ماری اور ذَبح کرنے سے پیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصید، ج ١٠، ص ٦٩ ملخصًا)

نیز بہارِ شریعت حصہ ١٧ میں ہے غلیل سے شکار کیا اور جانور مر گیا تو کھایا نہ جائے اگرچہ جانور مجروح ہو گیا ہو کہ غلیلہ کاٹتا نہیں بلکہ توڑتا ہے یہ موقوذہ ہے جس طرح تیر مارا اور اس کی نوک نہیں لگی بلکہ پٹ ہو کر شکار پر لگا اور مر گیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔

("الهداية، كتاب الصيد، فصل في الرمي، ج ٢، ص ٤٠٨)

بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھَرا بھی آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصید، ج ١٠، ص ٦٩)

نوٹ: شکار کے مسائل کی مزید تفصیل کیلئے بہار شریعت حصہ ١٧ کا مطالعہ فرمائیں۔

صلوا علی الحبیب

صلی اللہ علی محمد

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا دسواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۱)

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پُوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

(پ ۹ الانفال۔۱)

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں، ان میں سے دو روایات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱)... حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے آیتِ انفال کے نزول کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ آیت ہم اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی جب غنیمت کے معاملہ میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکال کر اپنے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سپرد کر دیا اور آپ نے وہ مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

(مسند امام احمد جلد ۸ ص ۴۱۰ حدیث ۲۲۸۱۱)

(۲) ... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن ارشاد فرمایا: ”جو تم میں سے یہ کام کر دکھائے اسے مالِ غنیمت میں سے یہ انعام ملے گا۔ چنانچہ نوجوان آگے بڑھ گئے اور عمر رسیدہ حضرات جھنڈوں کے پاس کھڑے رہے اور وہاں سے نہ ہٹے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی تو بوڑھوں نے فرمایا: ”ہم تمہارے پشت پناہ تھے، اگر تمہیں شکست ہو جاتی تو تم ہماری طرف آتے لہٰذا یہ نہیں کہ غنیمت تم لے جاؤ اور ہم خالی ہاتھ رہ جائیں۔ جوانوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمارا یہ حق مقرر فرمایا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابو داؤد جلد ۳ ص ۱۰۲ حدیث ۔ ۲۷۳۷)

انفال کا معنی

اَنفال، نفل کی جمع ہے اور اس سے مراد مالِ غنیمت ہے۔ (جمل جلد ۳ ص ۱۶۴) اور نفل کو غنیمت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطا ہے۔

(بیضاوی جلد ۳ ص ۸۷)

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا گیارہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْـٴَـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا(۸۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ (پ۱۵ بنی اسرائیل ۸۵)

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق دو اَحادیث درج ذیل ہیں،

(۱)... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ کے غیر آباد حصے میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ (چلتے ہوئے) ایک چھڑی سے ٹیک لگاتے تھے، اس دوران یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزر ہوا تو ان میں سے بعض افراد نے کہا: ان سے روح کے بارے میں دریافت کرو اور دوسرے بعض افراد نے کہا: ان سے دریافت نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں پسند نہ آئے۔ بعض افراد نے کہا: ہم ضرور پوچھیں گے، تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا : اے ابو القاسم! روح کیا ہے؟ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:) نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاموش ہو گئے تو میں نے کہا: آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے، میں کھڑا رہا اور جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا

''وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا''

ترجمہ: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

(بخاری، کتاب العلم، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: وما اوتیتم من العلم الّا قلیلًا، ۱/۶۶، الحدیث: ۱۲۵)

(۲)... قریش مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور ان میں باہم گفتگو یہ ہوئی کہ محمّدِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صدق و امانت میں کمزور نہ پایا کبھی ان پر تہمت لگانے کا موقع ہاتھ نہ آیا، اب انہوں نے نبوّت کا دعوٰی کر دیا تو ان کی سیرت اور ان کے چال چلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں ہے، یہود سے پوچھنا چاہیئے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے، اس مطلب کے لئے ایک جماعت یہود کے پاس بھیجی گئی، یہود نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر تینوں کے جواب نہ دیں تو وہ نبی نہیں اور اگر تینوں کا جواب دے دیں جب بھی نبی نہیں اور اگر دو کا جواب دے دیں ایک کا جواب نہ دیں تو وہ سچّے نبی ہیں، وہ تین سوال یہ ہیں اصحابِ کہف کا واقعہ، ذوالقرنین کا واقعہ اور روح کا حال چنانچہ قریش نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے یہ سوال کئے آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کے واقعات تو مفصّل بیان فرما دیئے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیسا کہ توریت میں مبہم رکھا گیا تھا قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔

اس میں اختلاف ہے کہ سوال حقیقتِ روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے، جواب دونوں کا ہو گیا اور آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ مخلوق کا علم علمِ الٰہی کے سامنے قلیل ہے اگرچہ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا خِطاب یہود کے ساتھ خاص ہو۔ (خزائن العرفان پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسراءیل، ۵/۹۵، الحدیث: ۳۱۵۱)

بخاری شریف کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور اس وقت نازل ہوئی ہے جب مدینہ منورہ میں یہودیوں نے روح کے بارے میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا، اور ترمذی شریف کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے، ان دونوں احادیث میں ایک تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے یہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی ہو، پہلی بار مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفارِ قریش نے روح کے بارے میں سوال کیا اور دوسری بار مدینہ منورہ میں اس وقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے روح کے بارے میں دریافت کیا۔ دوسری تطبیق یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ اسی آیت کی وحی ہوئی بلکہ صرف نزولِ وحی کی کَیْفِیَّت طاری ہونے کا ذکر ہے، اس لئے ممکن ہے اس وقت یہ وحی ہوئی ہو کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں وہی آیت تلاوت فرمادیں جو اس سے پہلے آپ پر نازل ہوچکی ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

وَ یَسْـٴَـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔

یہ تطبیق علامہ اسماعیل بن عمر رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تفسیر ابن کثیر میں اسی مقام پر ذکر کی ہے۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے

اِس آیت میں بتادیا گیا کہ روح کا معاملہ نہایت پوشیدہ ہے اور اس کے بارے میں علمِ حقیقی سب کو حاصل نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے عطا فرمائے وہی اسے جان سکتا ہے جیسا کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کا علم عطا کیا گیا، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُاللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”ایک جماعت نے گمان کیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے روح کا علم مخلوق پر مُبْہَم کر دیا اور اسے اپنی ذات کے لئے خاص کر دیا ہے، حتّٰی کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی روح کے بارے میں علم نہیں رکھتے حالانکہ اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا منصب و مقام اس سے بہت عظیم ہے کہ آپ کو بھی روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عالِم بِاللّٰہ ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرما کر آپ پر احسان فرمایا ہے کہ

”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا“ (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللّٰہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ روح کا علم ان علوم میں سے ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللّٰہ تعالیٰ نے نہیں سکھائے، کیا انہیں اس بات کی خبر نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نہیں جانتے تھے۔ (روح البیان، الاسراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۵/۱۹۸)

اسی طرح علامہ بدر الدین عینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا منصب بہت بلند ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو روح کے بارے میں علم نہ ہو حالانکہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر یہ ارشاد فرما کر احسان فرمایا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب العلم، باب قول اللّٰہ تعالی: وما اوتیتم من العلم الّا قلیلًا، ۲/ ۲۸۴، تحت الحدیث: ۱۲۵)

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”علمِ حادث علمِ قدیم کے مقابلے میں تھوڑا ہے کیونکہ بندوں کا علم مُتَناہی (یعنی اس کی ایک انتہا) ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی انتہاء نہیں اور متناہی علم غیر متناہی علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے اس عظیم سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کا علم انبیائے عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو اور انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا علم ہمارے نبی محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو اور ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ ہو تو وہ علم جو بندوں کو دیا گیا ہے فی نَفْسِہٖ اگرچہ کثیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں تھوڑا ہے۔

(روح البیان، الاسراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۵/ ۱۹۷)

اللہ تعالیٰ کے علم سے متعلق صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں۔ حضرت خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا ”اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، میرا اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اس

طرح ہے جیسے چڑیا کا سمندر میں چونچ مارنا۔

(بخاری، کتاب العلم، باب مایستحبّ للعالم اذا سئل: ایّ الناس اعلم؟۔۔۔الخ، ۱/۶۳، الحدیث: ۱۲۲)

یہ بھی سمجھانے کیلئے بیان کیا گیا ہے ورنہ متناہی اور غیر متناہی میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا بارہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًاؕ(۸۳) اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًاۙ(۸۴)

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اور تم سے ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں۔ بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

(پ۱۶الکہف ۸۳۔ ۸۴)

آیت کا شانِ نزول

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۵ کی تفسیر میں بیان ہوا تھا کہ کفارِ مکہ نے یہودیوں کے مشورے سے سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اصحابِ کہف اور حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں سوال کیا۔ سورۂ کہف کی ابتدا میں اصحابِ کہف کا قصہ تفصیل سے بیان کر دیا گیا اور اب حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔

حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مختصر تعارف

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام اسکندر اور ذوالقرنین لقب ہے۔ مفسرین نے اس لقب کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں، ان میں سے ۴ یہاں بیان کی جاتی ہیں:

(۱)... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سورج کے طلوع اور غروب ہونے کی جگہ تک پہنچے

تھے۔

(۲) ... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر دو چھوٹے ابھار سے تھے۔

(۳)... انہیں ظاہری و باطنی علوم سے نوازا گیا تھا۔

(۴) ... یہ ظلمت اور نور میں داخل ہوئے تھے۔

یہ حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خالہ زاد بھائی ہیں، اُنہوں نے اسکندریہ شہر بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کے وزیر اور صاحبِ لِواء تھے۔ دنیا میں چار بڑے بادشاہ ہوئے ہیں، ان میں سے دو مومن تھے، حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور دو کافر تھے نمرود اور بُختِ نصر، اور پانچویں بڑے بادشاہ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہوں گے، اُن کی حکومت تمام روئے زمین پر ہو گی۔ حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نبوت میں اختلاف ہے، حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے نہ فرشتے بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے بندے تھے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں محبوب بنایا۔

(قرطبیّ، الکہف، تحت الآیۃ: ۵، ۸۳/۳۴۰، الجزء العاشر، خازن، الکہف، تحت الآیۃ: ۸۳، ۳/۲۲۲-۲۲۳)

ذوالقرنین کے تین سفر

قرآن مجید میں حضرت ذوالقرنین کے تین سفروں کا حال بیان ہوا ہے جو سورہ کہف میں ہے۔ ہم قرآن مجید ہی سے ان تینوں سفروں کا حال تحریر کرتے ہیں، جن کی روداد بہت ہی عجیب اور عبرت خیز ہے۔

پہلا سفر:۔ حضرت ذوالقرنین نے پرانی کتابوں میں پڑھا تھا کہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک شخص آبِ حیات کے چشمہ سے پانی پی لے گا تو اس کو موت نہ آئے گی۔ اس لئے حضرت ذوالقرنین نے مغرب کا سفر کیا۔ آپ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے وہ تو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچ گئے اور اس کا پانی بھی پی لیا مگر حضرت ذوالقرنین کے مقدر میں نہیں تھا، وہ محروم رہ گئے۔ اس سفر میں آپ جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی کا نام و نشان ہے وہ سب منزلیں طے کر کے آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ انہیں سورج غروب کے وقت ایسا نظر آیا کہ وہ ایک سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے۔ جیسا کہ سمندری سفر کرنے والوں کو آفتاب سمندر کے کالے پانی میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔ وہاں ان کو ایک ایسی قوم ملی جو جانوروں کی کھال پہنے ہوئے تھی۔ اس کے سوا کوئی دوسرا لباس ان کے بدن پر نہیں تھا اور دریائی مردہ جانوروں کے سوا ان کی غذا کا کوئی دوسرا سامان نہیں تھا۔ یہ قوم "ناسک" کہلاتی تھی۔ حضرت ذوالقرنین نے دیکھا کہ ان کے لشکر بے شمار ہیں اور یہ لوگ بہت ہی طاقت ور اور جنگجو ہیں۔ تو حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں کے گرد اپنی فوجوں کا گھیرا ڈال کر ان لوگوں کو بے بس کر دیا۔ چنانچہ کچھ تو مشرف بہ ایمان ہو گئے کچھ آپ کی فوجوں کے ہاتھوں مقتول ہو گئے۔

دوسرا سفر:۔ پھر آپ نے مشرق کا سفر فرمایا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہونے کی جگہ پہنچے تو یہ دیکھا کہ وہاں ایک ایسی قوم ہے جن کے پاس کوئی عمارت اور مکانات نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ سورج طلوع ہونے کے وقت یہ لوگ زمین کی غاروں میں چھپ جاتے تھے۔ اور سورج ڈھل جانے کے بعد غاروں سے نکل کر اپنی روزی کی تلاش میں لگ جاتے

تھے۔ یہ لوگ قوم "منسک" کہلاتے تھے۔ حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں کے مقابلہ میں بھی لشکر آرائی کی اور جو لوگ ایمان لائے ان کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور جو اپنے کفر پر اڑے رہے ان کو تہ تیغ کر دیا۔

تیسرا سفر:۔ پھر آپ نے شمال کی جانب سفر فرمایا یہاں تک کہ "سدین"(دو پہاڑوں کے درمیان)میں پہنچے تو وہاں کی آبادی کی عجیب و غریب زبان تھی۔ ان لوگوں کے ساتھ اشاروں سے بمشکل بات چیت کی جاسکتی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے یاجوج ماجوج کے مظالم کی شکایت کی اور آپ کی مدد کے طالب ہوئے۔

یاجوج وماجوج

یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک فسادی گروہ ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ یہ لوگ بلا کے جنگجو خونخوار اور بالکل ہی وحشی اور جنگلی ہیں جو بالکل جانوروں کی طرح رہتے ہیں۔ موسم ربیع میں یہ لوگ اپنے غاروں سے نکل کر تمام کھیتیاں اور سبزیاں کھا جاتے تھے۔ اور خشک چیزوں کو لاد کر لے جاتے تھے۔ آدمیوں اور جنگلی جانوروں یہاں تک کہ سانپ، بچھو، گرگٹ اور ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتے تھے۔

سد سکندری

حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے فریاد کی کہ آپ ہمیں یاجوج وماجوج کے شر اور اُن کی ایذاءرسانیوں سے بچایئے اور ان لوگوں نے ان کے عوض کچھ مال دینے کی بھی پیش کش کی تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ بس تم لوگ جسمانی محنت سے میری مدد کرو۔ چنانچہ آپ نے دونوں پہاڑوں کے

درمیان بنیاد کھدوائی۔ جب پانی نکل آیا تو اس پر پگھلائے تانبے کے گارے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے نیچے اوپر چن کر اُن کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھروادیا۔ اور اُس میں آگ لگوادی۔ اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کردی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ پھر پگھلایا ہوا تانبا دیوار میں پلا دیا گیا جو سب مل کر بہت ہی مضبوط اور نہایت مستحکم دیوار بن گئی۔

(خزائن العرفان، ص ۵۴۵۔۵۴۷، پ ۱۶، الکہف: ۸۶ تا ۹۸)

قرآن مجید کی سورہ کہف میں حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ سے مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا پہلے سفر کا ذکر ہے پھر ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا سے خُبْرًا تک دوسرے سفر کا تذکرہ ہے اور ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا سے وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا تک تیسرے سفر کی روداد ہے۔

سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟

حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج وماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر جب محنت کرتے کرتے اس کو توڑنے کے قریب ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کو کل توڑ ڈالیں گے۔ دوسرے دن جب وہ لوگ آتے ہیں تو خدا کے حکم سے وہ دیوار پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب اس دیوار کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا کہ اب چلو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے۔ ان لوگوں کے ان شاء اللہ تعالیٰ کہنے کی برکت اور اس کلمہ کا یہ ثمرہ ہو گا کہ دوسرے دن دیوار ٹوٹ جائے گی۔ یہ قیامت قریب ہونے کا وقت ہو گا۔ دیوار ٹوٹنے کے بعد یاجوج وماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں ہر طرف فتنہ وفساد اور قتل وغارت کریں گے۔ چشموں اور تالابوں کا پانی پی ڈالیں گے اور

جانوروں اور درختوں کو کھا ڈالیں گے۔ زمین پر ہر جگہوں میں پھیل جائیں گے۔ مگر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ و بیت المقدس ان تینوں شہروں میں یہ داخل نہ ہو سکیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اُن لوگوں کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہو جائیں گے اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے؛۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ(۹۶)

ترجمہ کنزالایمان:۔ یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔ (پ ۱۷، الانبیاء: ۹۶)

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۱۶۳۔۱۶۶)

امتِ محمدیہ کا تیرہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ یَوْمَىٕذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ یَوْمَىٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ (پ ۱۶ طٰہٰ ۱۰۵۔۱۰۹)

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا۔ تو زمین کو پٹ پر ہموار کر چھوڑے گا۔ کہ تو اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے۔ اس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے اس میں کجی نہ ہوگی اور سب آوازیں رحمن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی تو تُو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز۔ اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

شانِ نُزول

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہو گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ ان سے فرمادیں کہ انہیں میرا رب عَزَّوَجَلَّ ریت کے ذروں کی طرح ریزہ ریزہ کر دے گا پھر انہیں ہواؤں کے ذریعے اڑا دے گا اور پہاڑوں کے مقامات کی زمین کو ہموار چٹیل میدان بنا چھوڑے گا اور زمین اس طرح ہموار کر دی جائے گی کہ تو اس میں کوئی پستی اور اونچائی نہ دیکھے گا۔

(خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ: ۱۰۵-۱۰۷، ۳/۲۶۳-۲۶۴، جلالین، طٰہٰ، تحت الآیۃ: ۱۰۵-۱۰۷، ص۲۶۷، ملتقطاً)

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے اس میں کجی نہ ہو گی اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی تو تُو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز۔

ارشاد فرمایا کہ جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیئے جائیں گے اس دن لوگ قبروں سے نکلنے کے بعد پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جو انہیں قیامت کے دن مَوقِف کی طرف بلائے گا اور ندا کرے گا: رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے حضور پیش ہونے کے لئے چلو، اور یہ پکارنے والے حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔ لوگ اس بات پر قادر نہ ہوں گے کہ وہ دائیں بائیں مڑ جائیں اور اس کے پیچھے نہ چلیں بلکہ وہ سب تیزی سے پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس دن سب آوازیں رحمٰن کے حضور ہیبت و جلال کی وجہ سے پَست ہو کر رہ جائیں گی اور حال یہ ہو گا کہ تو ہلکی سی آواز کے سوا کچھ نہ سنے گا۔ اس کی کیفیت کے بارے حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا "وہ ہلکی سی آواز ایسی ہو گی کہ اس میں صرف لبوں کی جنبش ہو گی۔

(روح البیان، طہ، تحت الآیۃ: ۱۰۸، ۵/۴۲۸، خازن، طہ، تحت الآیۃ: ۱۰۸، ۳/۲۶۴)

یَوْمَىٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

ارشاد فرمایا کہ جس دن یہ ہَولناک اُمور واقع ہوں گے اس دن شفاعت کرنے والوں میں سے کسی کی شفاعت کام نہ دے گی البتہ اس کی شفاعت کام دے گی جسے اللّٰہ تعالیٰ نے شفاعت کرنے کی اجازت دیدی ہو اور اس کی بات پسند فرمائی ہو۔ (روح البیان، طہ، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۵/۴۲۹)

اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے قیامت کے دن مومن کے علاوہ کسی اور کی شفاعت نہ ہو گی اور کہا گیا ہے کہ شفاعت کرنے والے کا درجہ بہت عظیم ہے اور یہ اسے ہی حاصل ہو گا جسے اللّٰہ تعالیٰ اجازت عطا فرمائے گا اور وہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہو گا۔ (خازن، طہ، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۳/۲۶۴)

شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث

یاد رہے کہ اللّٰہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مقبول بندوں کو گناہگار مسلمانوں کی شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا اور یہ مقرب بندے اللّٰہ تعالیٰ کی دی ہوئی اجازت سے گناہگاروں کی شفاعت کریں گے، اس مناسبت سے یہاں شفاعت سے متعلق ٦ اَحادیث ملاحظہ ہوں:

(۱)...حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میں قیامت کے دن حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر کھلے گی، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(مسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبیّنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق، ص۱۲۴۹، الحدیث: ۳(۲۲۷۸))

(۲)...حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، چند صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے، جب قریب پہنچے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ ان میں سے بعض نے کہا: تعجب کی بات ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اللّٰہ تعالٰی کے ہم کلام ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللّٰہ تعالٰی کا کلمہ اور روح ہیں۔ کسی نے کہا: حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللّٰہ تعالٰی نے چن لیا، حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور فرمایا ”میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خلیلُ اللّٰہ ہیں، بیشک وہ ایسے ہی ہیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نَجِیُّ اللّٰہ ہیں، بے شک وہ اسی طرح ہیں، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روحُ اللّٰہ اور کلمۃُ اللّٰہ ہیں، واقعی وہ اسی طرح ہیں۔

حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللّٰہ تعالیٰ نے چن لیا وہ بھی یقیناً ایسے ہی ہیں۔ سن لو! میں اللّٰہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کُنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں، اللّٰہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے داخل کرے گا، میرے ساتھ فقیر مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اَوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ۵/۳۵۴، الحدیث: ۳۶۳۶)

(۳) ...حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے، پس ہر نبی نے وہ دعا جلد مانگ لی اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا کر رکھا ہوا ہے اور یہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری امت میں سے ہر شخص کو حاصل ہو گی جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب اختباء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دعوۃ الشفاعۃ لامّتہ، ص۱۲۹، الحدیث: ۳۳۸(۱۹۹))

(۴)...حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہو گی جن سے کبیرہ گناہ سرزد ہوئے ہوں گے۔ (سنن ابوداؤد، کتاب السنّۃ، باب فی الشفاعۃ، ۴/۳۱۱، الحدیث: ۴۷۳۹)

(۵)...حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن تین لوگ شفاعت کریں گے۔(۱) انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔(۲) پھر علماء۔(۳) پھر شہداء۔

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الشفاعۃ، ۴/۵۲۶، الحدیث: ۴۳۱۳)

صلوا علی الحبیب
صلی اللّٰہ علی محمد
صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا چودہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَاؕ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَاؕ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَاؕ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَاؕ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا﴿۴۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان:۔ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے۔ تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے۔ تم تو فقط اسے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے۔ گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے۔ (پ ۳۰ ۱ النزعٰت ۴۲)

نوٹ: قیامت کا سوال اس کے علاوہ دو اور مقام پر ہوا ہے جس کی تفصیل نیچے مذکور ہے۔

آیت کا شانِ نزول

اس آیت اور اس کے بعد والی ۴ آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین قیامت اور اس کی ہولناکیوں کے بارے میں آنے والی خبریں سنتے تھے تو انہوں نے مذاق کے طور پر اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کفار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ

سَلَّمَ، مکہ کے کافر آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی اور کس وقت قائم ہوگی؟ آپ کی یہ ذمہ داری نہیں کہ آپ انہیں بتائیں کہ قیامت کب اور کس وقت واقع ہو گی، قیامت ایسی چیز ہے کہ اس کے واقع ہونے کے علم کی انتہاء آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ تک ہے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو قیامت کی ہَولناکیوں اور سختیوں سے ڈرائیں جو ڈرانے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور آپ کا ڈرانا اس بات پر مَوقوف نہیں کہ آپ کو قیامت واقع ہونے کا علم بھی ہو کیونکہ اس کے علم کے بغیر بھی آپ کی ذمہ داری پوری ہو سکتی ہے۔کافر جس قیامت کا انکار کر رہے ہیں عنقریب اسے دیکھ لیں گے اور گویا کہ جس دن کافر قیامت کو دیکھیں گے تو اس کی ہَولناکی اور دہشت کی وجہ سے ان کا حال یہ ہو گا کہ وہ اپنی زندگی کی مدت بھول جائیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں صرف ایک رات یا ایک دن چڑھے کے وقت برابر ہی رہے تھے۔

(تفسیر کبیر، النّازعات، تحت الآیۃ: ۴۲-۴۶، ۱۱/۵۰-۵۱، مدارک، النّازعات، تحت الآیۃ: ۴۲-۴۶، ص۱۳۲۰، ملتقطاً)

نبی اکرم صلی اللّٰہ تعالی علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ”یہ اس وقت کی بات ہے جب اللّٰہ تعالٰی نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قیامت واقع ہونے کے وقت کا علم نہیں دیا تھا لہٰذا یہ اس بات کے مُنافی نہیں کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک اللّٰہ تعالٰی نے آپ کو دنیا اور آخرت کے تمام غُیوب کا علم عطا نہیں فرمایا (اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کچھ چیزوں

کی غیبی معلومات نہ بتانا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ کو غیب کا علم نہیں تھا کیونکہ) آپ کو (علم ہونے کے باوجود) کچھ باتیں چھپانے کا حکم تھا۔ (صاوی، النّازعات، تحت الآیۃ: ۴۳، ۲۳۱۲/۶)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان :۔ تم سے قیامت کو پُوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللّٰہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔ (پ۹ الاعراف ۱۸۷)

شانِ نُزول

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللّٰہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبیِّ کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہو گی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی۔ (خازن جلد ۲ ص ۱۶۵)

اس آیت میں بتا دیا گیا کہ قیامت کے مُعَیَّن وقت کی خبر دینا رسول کی کوئی ذمہ داری نہیں کیونکہ یہ علمِ شریعت نہیں جس کی اشاعت کی جائے بلکہ قیامت کا علم اللّٰہ تعالیٰ کے اَسرار میں سے ہے جس کا چھپانا ضروری ہے، لہٰذا اگر اس سربستہ راز کو ہر طرح سے ظاہر کر دیا جائے تو

پھر قیامت کا اچانک آنا باقی نہ رہے گا حالانکہ اسی آیت میں تصریح ہے کہ "لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً "تم پر وہ اچانک ہی آجائے گی۔ عوام سے قیامت کا علم مخفی رکھنے کی وجہ سے متعلق علماء فرماتے ہیں "بندوں سے قیامت کا علم اور اس کے وقوع کا وقت مخفی رکھنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ قیامت سے خوف زدہ اور ڈرتے رہیں کیونکہ جب انہیں معلوم نہیں ہو گا کہ قیامت کس وقت آئے گی تو وہ اس سے بہت زیادہ ڈریں گے اور ہر وقت گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوشاں رہیں گے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گناہوں میں مشغول ہوں اور قیامت آجائے۔ (خازن جلد ۲ص ۱٦٦)

نبی کریم صلی اللّٰہ تعالی علیہ والہ وسلم کو قیامت کا علم عطا کیا گیا ہے کے متعلق (۸) احادیث

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم بڑی تفصیل کے ساتھ قیامت سے پہلے اور اس کے قریب ترین اوقات کے بارے میں تفصیلات بیان فرمائی ہیں جو اس بات کی علامت ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم کو قیامت کا علم تھا۔ ان میں سے (۸) اَحادیث درج ذیل ہیں:

(۱) ... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتّٰی کہ زمانہ جلد جلد گزرنے لگے گا۔ سال ایک ماہ کی طرح گزرے گا۔ مہینہ ہفتہ کی طرح گزرے گا۔ ہفتہ ایک دن کی طرح، ایک دن ایک گھنٹے کی طرح اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی طرح گزر جائے گا۔ (ترمذی جلد ۴ص ۱۴۸ حدیث۔ ۲۳۳۹)

(۲)... حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، حضور سیدُ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہلِ مسجد امامت کرنے کیلئے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھنے کے لئے کوئی امام نہ ملے گا۔

(ابو داؤد جلد ا ص ۲۳۹ حدیث: ۵۸۱)

(۳) ... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہل کا ظہور ہو گا، زنا عام ہو گا اور شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی حتّٰی کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہو گا۔ (بخاری جلد ۳ ص ۴۷۲ حدیث: ۵۲۳۱)

(۴)... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو اس پر مَصائب کا آنا حلال ہو جائے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ کیا کام ہیں؟ ارشاد فرمایا: "جب مالِ غنیمت کو ذاتی دولت بنالیا جائے گا، امانت کو مالِ غنیمت بنالیا جائے گا، زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیوی کی اطاعت کریں گے اور اپنی ماں کی نافرمانی کریں گے، جب دوست کے ساتھ نیکی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی کریں گے، جب مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، ذلیل ترین شخص کو قوم کا سردار بنادیا جائے گا، جب کسی شخص کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، گانے والیاں اور ساز رکھے جائیں گے اور اس امت کے آخری لوگ پہلوں کو برا کہیں گے۔ اس وقت تم سرخ آندھیوں، زمین کے دھنسنے اور مسخ کا انتظار کرنا۔ (جامع الاصول جلد ۱۰ ص ۳۸۴ حدیث: ۷۹۲۵)

(۵)...حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت ہر گز اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ نے دھویں، دجّال، دابّۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول، یاجوج ماجوج کا اور تین مرتبہ زمین دھنسنے کا ذکر فرمایا، ایک مرتبہ مشرق میں، ایک مرتبہ مغرب میں، ایک مرتبہ جزیرۂ عرب میں اور سب کے آخر میں ایک آگ ظاہر ہو گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔

(صراط الجنان جلد ۳ ص ۴۹۰)

(۶)...حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ایک طویل روایت کے آخر میں ہے کہ قیامت یومِ عاشوراء یعنی محرم کے مہینہ کی دس تاریخ کو ہو گی۔

(فضائل الاوقات ص ۱۱۹ حدیث۔ ۲۸۲)

(۷) ...حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہو گی۔ (صراط الجنان جلد ۳ ص ۴۹۰)

(۸)...حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی آخری ساعت میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی ساعت میں قیامت قائم ہو گی۔

(کتاب الاسماء جلد ۲ ص ۲۵۰ حدیث: ۸۱۱)

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے قیامت کی اس قدر تفصیلی علامات بیان فرمائی ہیں کہ دیگر نشانیوں کے ساتھ ساتھ قیامت کا مہینہ، دن، تاریخ اور وہ گھڑی بھی بتا دی کہ جس میں قیامت واقع ہو گی البتہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے یہ نہیں بتایا کہ کس سن میں قیامت واقع ہو گی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر سن بھی بتا دیتے تو ہمیں معلوم ہو جاتا کہ قیامت آنے میں اب کتنے سال، کتنے دن اور کتنی گھڑیاں باقی رہ گئی ہیں یوں قیامت کے اچانک آنے کا جو ذکر قرآنِ پاک میں ہے وہ ثابت نہ ہو تا لہٰذا سال نہ بتانا قرآنِ پاک کے صِدق کو قائم رکھنے کیلیۓ اور اس کے علاوہ بہت کچھ بتا دینا اپنا علم ظاہر کرنے کیلیۓ ہے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾

ترجمۂ کنز الایمان :۔ لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤاس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو۔

(پ ۲۲۔ الاحزاب ۶۳)

شانِ نُزول

مشرکین تو مذاق اڑانے کے طور پر رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے قیامت کا وقت دریافت کیا کرتے تھے گویا کہ ان کو بہت جلدی ہے اور یہودی قیامت کے بارے میں امتحان کے طور پر پوچھتے تھے کہ وہ کب قائم ہو گی؟ کیونکہ توریت میں اس کا علم مخفی رکھا گیا تھا، تو اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حکم فرمایا کہ آپ ان سے فرمادیں: قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم تو اللہ تعالٰی ہی کے پاس ہے اور اس کے سوا کوئی اس پر مطلع نہیں اور اللہ تعالٰی کا قیامت واقع ہونے کے علم کو مجھ سے مخفی رکھنا ایسی چیز نہیں

جس سے میری نبوت باطل ہو جائے کیونکہ کسی شخص کے نبی ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر غیب کا علم رکھتا ہو۔

(خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ:۶۳، ۳/ ۵۱۲، قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ:۶۳، ۷/ ۱۸۳، الجزء الرابع عشر، ملتقطاً)

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ فرمانے کا حکم اس وقت دیا گیا جب ان سے قیامت کے بارے میں سوال ہوا تھا اور نہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیبوں کا علم عطا فرما دیا تھا اور ان میں سے ایک قیامت کا علم ہے لیکن انہیں یہ علم چھپانے کا حکم دیا گیا تھا (اس لئے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے امت کو قیامت کا معین وقت نہیں بتایا۔) (صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶۳، ۵/۱۶۵۸)

{وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا: اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔}

علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں وقوعِ قیامت کی جلدی کرنے والوں کو ڈرانے اور امتحان کے طور پر سوال کرنے والوں کو خاموش کروانے اور ان کا منہ بند کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا کہ آپ (خود سے) کیا جانیں شاید قیامت کا واقع ہونا قریب ہو۔

(مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶۳، ص۹۵۱)

نوٹ: نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قیامت کا علم عطا فرمائے جانے سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے سورۂ اَعراف آیت نمبر ۱۸۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا پندرہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَیْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۵۳﴾

ترجمۂ کنز الایمان:۔ اے محبوب اہل کتاب تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو تو وہ تو موسٰی سے اس سے بھی بڑا سوال کرچکے کہ بولے ہمیں اللّٰہ کو اعلانیہ دکھا دو تو انہیں کڑک نے آلیا ان کے گناہوں پر پھر بچھڑا لے بیٹھے بعد اس کے کہ روشن آیتیں انکے پاس آچکیں تو ہم نے یہ معاف فرمادیا اور ہم نے موسٰی کو روشن غلبہ دیا۔

(پ۶ النساء۔ ۱۵۳)

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کعب بن اشرف اور فنحاص بن عازوراء نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یکبارگی کتاب لائیے جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام توریت لائے تھے۔ ان کا یہ سوال ہدایت حاصل کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ سرکشی و بغاوت کی وجہ سے تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن جلد ۱ ص ۴۴۵)

رسولِ اکرم صلی اللّٰہ تعالی علیہ والہ وسلم کو تسلی

اور سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ کو تسلی کے طور پر فرمایا گیا کہ آپ ان کے سوالوں پر تعجب نہ کریں کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ سے یکبارگی قرآن نازل ہونے کا سوال کرتے ہیں کیونکہ یہ سوال ان کی کمال درجے کی جہالت کی وجہ سے ہے اور اس قسم کی جہالتوں میں ان کے باپ دادا بھی گرفتار تھے۔ اگر ان کا سوال طلبِ ہدایت کے لئے ہوتا تو پھر دیکھا جاتا مگر وہ تو کسی حال میں ایمان لانے والے نہ تھے۔ ان کے باپ داداؤں کے ایسے کردار کی وضاحت کیلئے ان کی دو حرکتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ اُنہوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کوہِ طور پر تشریف لے جانے کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا اور دوسری بات یہ کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مطالبہ کیا کہ ہم آپ کا اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک آپ ہمیں خدا اعلانیہ دکھا نہ دیں۔ اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے تو یہ مطالبہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ یکبارگی کتاب نازل کروائیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ کی اطاعت کریں گے لیکن جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر یکبارگی تورات نازل ہوئی تو بجائے اطاعت کرنے کے اُنہوں نے خدا عَزَّوَجَلَّ کے دیکھنے کا سوال کر دیا اور اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ نہ کرنے کے سو بہانے ہوتے ہیں۔

اس آیت میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو روشن غلبہ وتَسلُّط عطا فرمایا گیا کہ جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل کو توبہ کے لئے خود ان کے اپنے قتل کا حکم دیا تو وہ انکار نہ کر سکے اور انہوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی اطاعت کی۔

امتِ محمدیہ کا سولہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

(پ۶ النساء۔۱۲۷)

آیت کا شانِ نزول

زمانۂ جاہلیّت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث قرار نہیں دیتے تھے۔ جب آیتِ میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ !صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ ، کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے ؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کو اِس آیت سے جواب دیا۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحبِ مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن ومال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسنِ صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا۔ (خازن جلد ۱ ص ۳۴۵)

عورتوں اور کمزور لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

قرآنِ پاک میں یتیموں، بیواؤں اور معاشرے کے کمزور و محروم افراد کیلئے بہت زیادہ ہدایات دی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں، بیواؤں، عورتوں، کمزوروں اور محروم لوگوں کو ان کے حقوق دلانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سنت ہے اور اس کیلئے کوشش کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بہت پسند ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) ...حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، ایک شخص نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے ؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تیرے پاس کوئی یتیم آئے تو اس کے سر پہ ہاتھ پھیرو اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلاؤ، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری حاجتیں بھی پوری ہوں گی۔ (مصنف عبد الرزاق جلد ۱۰ ص ۱۳۵ حدیث: ۲۰۱۹۸)

(۲) ...حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی کریم

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں۔ “اور اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔ (ابن ماجہ جلد ۴ ص ۱۹۴ حدیث: ۳۶۸۰)

(۳)... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کرنے والا راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

(ابن ماجہ جلد ۳ ص ۶ حدیث: ۲۱۴۰)

(۴)... حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی امتی کی حاجت پوری کرے اور اُس کی نیت یہ ہو کہ اِس کے ذریعے اُس امتی کو خوش کرے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہکو خوش کیا اور جس نے اللہ خوش کیا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(شعب الایمان جلد ۶ ص ۱۱۵ حدیث: ۷۶۵۳)

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد

صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

امتِ محمدیہ کا سترہواں سوال اور اس کا قرآنی جواب

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

ترجمۂ کنز الایمان :۔ اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

(پ۶ النساء۔۱۷۶)

اس آیتِ مبارکہ میں کلالہ کی وراثت کا بیان کیا گیا ہے۔ کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے، نہ اولاد۔

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیمار تھے تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بے ہوش تھے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ نے وضو فرما کر اس کا پانی اُن پر ڈالا تو انہیں اِفاقہ ہوا (آنکھ کھول کر دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و سلم تشریف فرما تھے)۔ عرض کیا، یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ، میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (بخاری جلد ۴ ص ۳۱۲ حدیث: ۶۷۲۳)

اس آیتِ مبارکہ میں کلالہ کی وراثت کا بیان کیا گیا ہے۔ کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے، نہ اولاد۔

ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا، اے جابر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ (ابو داؤد جلد ۳ ص ۱۶۵ حدیث: ۲۸۸۷)

ان دونوں حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے

(۱) ...بزرگوں کا وضو کا پانی تبرک ہے اور اس کو حصولِ شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔

(۲) ...مریضوں کی عیادت سنت ہے۔

(۳)...نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے عُلومِ غیب عطا فرمائے ہیں اس لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ کو معلوم تھا کہ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عَنْہُ کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔

کلالہ کی وراثت کے احکام

آیت میں جو مسائل بیان ہوئے ان کا خلاصہ ووضاحت یہ ہے:

(۱)...اگر کوئی شخص فوت ہو اور اس کے ورثاء میں باپ اور اولاد نہ ہو تو سگی اور باپ شریک بہن کو وراثت سے مال کا آدھا حصہ ملے گا جبکہ صرف ایک ہو اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو دو تہائی حصہ ملے گا۔

(۲)...اور اگر بہن فوت ہوئی اور ورثاء میں نہ باپ ہو نہ اولاد تو بھائی اُس کے کل مال کا وارث ہو گا۔

(۳)...اگر فوت ہونے والے نے بہن بھائی دونوں چھوڑے تو بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملے گا۔

اہم تنبیہ: وراثت کے مسائل میں بہت وسعت اور قُیود ہوتی ہیں۔ آیت میں جو صورتیں موجود تھیں ان کو بیان کر دیا لیکن اگر وراثت کا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو بغیر کسی ماہرِ میراث عالم کے خود حل نہ نکالیں۔

صلوا علی الحبیب
صلی اللہ علی محمد

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تمت بالخیر

الحمد للہ عزوجل اس کتاب کا آغاز تقریباً ۱۹ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ میں کیا گیا اور اب جبکہ آج ۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ دن پیر شریف ۱۰۰ سالہ عرسِ اعلی حضرت ہے، اس دن کی مبارک گھڑی ۲:۳۸ منٹ ہونے کو ہیں یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچ گئی اللہ جلّ و اعلی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو میرے، میرے والدین، میرے اساتذۂ کرام اور میرے پیر و مرشد کی نجات و مغفرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

محمد شفیق حنان عطاری المدنی فتحپوری

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب ﷺ	1	محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی ﷺ
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حِسّی اور نورِ معنوی	5	اعلیٰ حضرت کا عشق رسول ﷺ
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(2)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی ﷺ
8	منیٰ سے کربلا تک	8	مصطفی ﷺ دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے

ماں باپ کے حقوق	10	اہلِ تقویٰ اور جنت	10
اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا	11	فلسفۂ رمضان	11
تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان	12	تفسیر سورۂ بلد	12

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(3)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

خطباتِ شفیقی		خطباتِ مصطفائی	
حدیث کی اہمیت	13	اثبات وجودِ باری تعالیٰ	13
نسبت کا بیان	14	نفس اور شیطان	14
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے	15	اسلام میں احترام آدمیت	15
اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا	16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16
آؤ توبہ کریں	17	مقصدِ حج	17
تفسیر سورۂ ملک، موت و حیات	18	تفسیر سورۂ مائدہ	18

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(4)---القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟

☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟

☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟

☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟

☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟

☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟

☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث

☆... اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟

☆... اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم

☆... کیا زمین گھومتی ہے؟

☆... اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

☆... بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟

☆... کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟

☆... مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث

☆ کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...

☆... ۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔

☆... اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب وترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... وزن کے لئے "ف، ع، ل" کو کیوں خاص کیا گیا؟

☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆... اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ١٦ قاعدے ☆... نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆... ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆... ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)۔۔۔قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں ☆... پانچ لرزہ خیز واردات

☆... بیٹیوں کے فضائل ☆... سائنس کیا کہتی ہے؟

☆... دلچسپ سوالات وجوابات ☆... عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟

☆... بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟ ☆... بچے کی پیدائش کا مرحلہ

☆... بے اولادی کے 4 روحانی علاج ☆... اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔ (التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲) اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات
☆۔۔۔انفال کا معنی
☆۔۔۔چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت
☆۔۔۔حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے
☆۔۔۔شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان
☆۔۔۔ذوالقرنین کے تین سفر
☆۔۔۔جوئے کے دنیوی نقصانات
☆۔۔۔سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
☆۔۔۔حَیض کی حکمت
☆۔۔۔اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل
☆۔۔۔بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم
☆۔۔۔شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث
☆۔۔۔نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)۔۔۔نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆۔۔۔اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆۔۔۔حصولِ علم کے ذرائع ☆۔۔۔چندے کے مسائل
☆۔۔۔شرائطِ نماز
☆۔۔۔فرائضِ نماز
☆۔۔۔واجبات نماز
☆۔۔۔مفسداتِ نماز
☆۔۔۔مکروہاتِ نماز
☆۔۔۔مسائلِ سجدۂ سہو

☆...امامت کی شرائط ☆...اقتداء کی شرائط ☆...مسائلِ نمازِ جمعہ

☆...مسائلِ نمازِ عیدین ☆...مسائلِ معذورِ شرعی ☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...کتاب العقائد ☆... تہتر فرقوں کا بیان ☆...کتاب الطہارۃ

☆...کتاب الصلوۃ ☆...کتاب الجنائز ☆...کتاب الصوم

☆...کتاب الزکوۃ ☆...کتاب الحج ☆...کتاب النکاح

☆...کتاب الطلاق ☆...کتاب الاضحیہ ☆...کتاب القسم

☆...کتاب الحدود ☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سورت کا مقامِ نزول ☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

☆... سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ ☆... سورت کے فضائل

☆... سورت کے مضامین ☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت

☆... اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)۔۔۔سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟ ☆... سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟

☆... سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟ ☆... سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟

☆... سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟ ☆... سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟

☆... سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟ ☆... سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟

☆... سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟ ☆... سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆ راہب کے ۶۲ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات ☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)۔۔۔میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب ☆... میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں

☆... میری سنت سے جس نے محبت کی ☆... میری سنت میں جس کا سکون ہو

☆...میری امت کا سلام ☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں ☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے درد ناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت ☆...موت کا وقت ☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم ☆...وصال کا وقت ☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت ☆...وفات کے وقت ☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)---شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب "نور الایضاح" کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف ☆... فقہی اصطلاحات
☆... بنیادی باتیں ☆... صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال
☆... عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆... سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)۔۔۔مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام "ما فعل اللہ بک" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ(یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ ﷺ پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)۔۔۔کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: کیا حال ہے
☆...دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆...تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆...چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)۔۔۔عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے
☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟...
☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟
☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)۔۔۔پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆... نماز کی برکات
☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆... سورج کی پانچ حالت
☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت
☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

☆... فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت ☆...اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)---کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو ☆... نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
☆...لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو ☆... اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں
☆...ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو ☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
☆... کام کو بانٹنے والا ہو ☆... خدار اور متوکل ہو
☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو ☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام "تدریس کے 26 طریقے" اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... تدریس کے نکات ☆... تدریس کے ۲۶ طریقے

☆...درجے کی ترقی کے فارمولے
☆... طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان
☆...انوکھی باتیں
☆...انوکھے سوالات
☆...انوکھی حکایات
☆...انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...**پہلا باب:** 63 انوکھی معلومات
☆...**دوسرا باب:** 63 انوکھے سوالات
☆... **تیسرا باب:** 63 انوکھے چٹکلے
☆...**چوتھا باب:** 63 انوکھی پہیلیاں
☆...**پانچواں باب:** 63 انوکھی حکمتیں
☆...**چھٹا باب:** 63 انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف
☆...شارح کا تعارف
☆... متن مع اعراب
☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ
☆... اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل
☆...ترجیحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام "مراح الارواح" کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(24)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(25)---شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے:(۱)۔علمِ توقیت۔(۲)۔علمِ فلکیات۔(۳)علمِ تقویم ۔ (۴)۔ علمِ طب۔ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... علمِ توقیت ☆... علمِ فلکیات

☆... علمِ تقویم ☆... علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)---نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف

☆... عربی عبارت مع اعراب ☆... عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆... عربی عبارت کی شرح ☆... سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)۔۔۔کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

علمِ فقہ کی شاندار کتاب ''شرح الوقایہ'' کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عربی عبارت مع اعراب
☆... عربی عبارت کا اردو سلیس ترجمہ
☆... متن کی شرح
☆ ... مفتی بہ اقوال کی نشاندہی
☆... اختلافِ ائمہ
☆... ترجیحات احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)۔۔۔فیضانِ شریعت کورس

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆... عقائد کے 19 بیانات
دوسرا باب ☆... عبادات کے 19 بیانات
تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات
چوتھا باب ☆... مُنْجِیَات کے 19 بیانات
پانچواں باب ☆... مُھْلِکَات کے 19 بیانات
چھٹا باب ☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)---فیضانِ قرآن کورس

90دن میں صرف 30منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...فیضانِ قرآن کورس کے فوائد ☆...فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆...مدنی قاعدہ کے 22اسباق ☆...22کاموں کی سنتیں اور آداب

☆...23دعائیں ☆...10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆...اذکارِ نماز کا حفظ و مشق ☆...5کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆...دین اسلام کی خوبیاں 2☆...سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

3☆...صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 4☆...حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

5☆...حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ 6☆...حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

7☆...حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ 8☆...حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

9☆...حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ 10☆...حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

11☆...شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ 12☆...یزید اور یزیدیوں کا انجام

13☆...دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)۔۔۔اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اعلیٰ حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆... اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆... بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆... اولیاء کے مزاروں کا حال
☆... تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆... اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں
☆... فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆... اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے
☆... اولیاء پر رب نوازشات
☆... 9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆... اعلیٰ حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆... بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے مشین عطا ہوئی
☆... اعلیٰ حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆... اعلیٰ حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل
☆... ہر وقت نبی ﷺ کی ثنا
☆... دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆... تعارفِ اعلیٰ حضرت
☆... منقبتِ اعلیٰ حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)۔۔۔محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کے مبارک نام "محمد" اور "احمد" کی لاجواب تشریح پر مشتمل "خطباتِ شفیقی" حصہ اول کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆... اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور ﷺ کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں

☆...اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆...چار میں عجیب لطف ہے
☆...نقطہ عیب ہے
☆...مشدد حرف لانے کی حکمت
☆...صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆...افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆...ہر چیز میں محمد ﷺ کا نور ہے
☆...خصائصِ مصطفی ﷺ کتنے ہیں؟
☆... حضور ﷺ کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆...احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆... سنتیں اور آداب
☆... انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆...اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆... فیضانِ تجوید کے اسباق
☆...امام کے ۳۰ مدنی پھول
☆...اذکارِ نماز
☆...درودِ تاج
☆...بیاناتِ عصر
☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری